جلد ششم

بسمِ الحُسینؑ

ھُو

ستمبر 2000

میر احمد نوید

کرم یا فاطمہؑ

خاص زہراؑ کا عطّیہ ہے یہ پروازِ نویدؔ
پر یہ آتی ہے بلندی پر کے جل جانے کے بعد

اللہ رے نویدؔ کی پرواز الاماں
تکتے ہیں جبرئیلؑ بھی جس کی اڑان کو

کرم یا علیؑ

علیؑ نے میرے کاسے میں فقیری ڈال دی جس دم
نویدؔ اُس دم مِرے دل پر کُھلا دستِ خدا کیا ہے

یہ چَودہ امر سے اپنے جو کُن کا کام لیتے ہیں
یہی کرتے ہیں سب کچھ اور خدا کا نام لیتے ہیں

میر احمد نویدؔ

انتساب

اپنے والدِ بزرگوار عابدِ شب زندہ دار

سید غلام الثقلین جعفری

اور

اپنی والدۂ ماجدہ

سیدہ بیگم زیدی کے نام

فہرست

01 جسے میرے دل نے خدا کہا............12

02 اُس کو ادراک نہیں پا سکتا............15

03 دلیل سے پہلے............17

04 درود............19

05 وہ تو ہے، وہ میں ہوں............21

06 مِری زباں میں اُسے کہتے ہیں رسولِ اَمیں............23

07 محمد صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم............24

08 ہے یہ میری تسبیحِ پیہم صلی اللہ علیہ وسلم............26

09 یہ خاص دن ہے مئے عام دے کے ٹال نہیں............28

10 اے کہ نہایتِ عیاں تیرا حجاب اور ہے............30

11 ہمارے پاس ہے کیا تیرے نام کرنے کو............31

12 پیدا کیے ہیں تُو نے اسباب بندگی کے............33

13 توحید کا سِرا ہے محمدؐ کے عشق میں............35

14 مِشعلِ کون و مکاں شاہِ مدینہ مدد دے............37

15 حیرت ہے............39

16 محمدؐ اور تنہائی............40

17	فاطمہؑ	47
19	فاطمہؑ	50
20	فاطمہؑ	52
21	وہ فاطمہؑ ہے	56
22	فاطمہؑ باپ کی ماں	59
23	فاطمہؑ کا ہے	61
24	دَرِ فاطمہؑ کا ہے	63
25	وحدت ہے فاطمہؑ	65
26	یہ کہتی ہیں زہراؑ یہ کہتے ہیں حیدرؑ	67
27	عمراں کا قصیدہ ہے	72
28	سجدۂ ربِّ عُلا سجدہ ابوطالبؑ کا ہے	73
29	میں علیؑ کو خدا نہیں کہتا	76
30	علیؑ	77
31	علیؑ علیؑ کرنا	79
32	یاد سے یاد ہے یا علیؑ یا علیؑ یا علیؑ	80
33	تعبیرِ حسنؑ	85
34	ہائے حسینؑ	86

35 قیوم حسینؑ 88

36 بے نیاز حسینؑ 90

37 حسینؑ وارث ہے..92

38 حسینؑ شافی حسینؑ کافی 94

39 مگر حسینؑ ایک ہے..96

40 لا الہٰ الا اللہ 98

41 لم یلد ولم یولد 100

42 نکتۂ صد معنی حسینؑ..101

43 بنائے الہٰ کہیں اس کو 104

44 مصلے کو کر صفِ ماتم..107

45 ترے ناز اٹھائے گا حسینؑ 108

46 خدا حسینؑ کے ساتھ 109

47 مقامِ محمود کی صدا ہے 111

48 تسبیح 113

49 جلتا رہے گا میرا دیا 116

50 قیامِ حسینؑ..119

51 جہانِ حسین 121

52 خدا دیا حسینؑ نے 123

53 انتہائے خونِ حسینؑ 125

54 ارادہ حسینؑ ہے 126

55 ظاہر حسینؑ کا 128

56 صدا یا حسینؑ کی آئے 129

57 تصّور حسینؑ کا 131

58 یہی ہے عشق ہمارا کہ بین کر رہے ہیں 132

59 زمانہ ہے حسین 133

60 زمانے والو کرو سب کے دل کے چین کی بات 135

61 صدا حسینؑ 136

62 زندگی کیا ہے 137

63 جمالِ حسینؑ 141

64 قبلتین 143

65 حسینؑ لکھ دیا ہے 144

66 تفصیل 145

67 زیارت حسینؑ کی 146

68 مانا ہے گر کسی کو تو مانا حسینؑ کو 148

69	نہ کوئی مولا حسینؑ جیسا	150
70	ہیں اذاں اور اقامت ہیں حسینؑ اور زینبؑ	151
71	کر رہا ہے خدا حسینؑ حسین	153
72	حاصلِ کن یا حسینؑ	154
73	حسینؑ اور نماز	155
74	ہوُا ہے روزِ ازل جانے کیا سپردِ حسینؑ	160
75	خدائے عشق کا جب آئینہ حسینؑ ہُوا	162
76	ہے طاقِ سرمدی تیرا دیا حسینؑ کا عشق	164
77	ہے حرفِ لا الٰہ میں نہاں صرف یا حسینؑ	166
78	نماز	169
79	گریہ	170
80	اسرار ہیں زین العبا	171
81	رمزِ لا الٰہ کیا ہے	173
82	روئے موسیٰ کاظمؑ	175
83	وحدتَ اللہ غریبُ الغربا	177
84	کیسا قیدی ہے	180
85	حاضر امامؑ	184

86	پردہ اُٹھا	186
87	اے وقت ٹھہر جانا	188
88	حاضر امامؑ کے حضور	190
89	امامِ حجّت	194
90	برّح کا خون	196
91	سجدہ درزینبؑ کا	197
92	دیا بن گئی زینبؑ	199
93	کعبہ نظر آتا ہے	201
94	عباسؑ	203
95	آ گئے غازی	205
96	احسان خدیجہؑ کا	207
97	خدا کا نام لیتے ہیں	211
98	راہوارِ حسین	212
99	اے روح اللہ	215
100	تمہید نظر آتا ہے	217
101	سحر نہیں ہوتی	218
102	رُخِ نو بہار ہے حرؑ کا	221

103	ماتمی	225
104	یاحسینؑ	228
105	نوحہ	231
106	جوابِ نوحہ	234
107	نہ رِلّی نہ مُصِلاّ	237
108	سائیں	239
109	لیلۃ القدر	240
110	جدھر حسینؑ ہیں کرب و بلا اُدھر سے دیکھ	242
111	حسینؑ سے جو گیا سمجھو وہ خُدا سے گیا	244
112	عباسؑ کون ہے	246
113	جو کُن سے بھی پہلے ہیں تقرّر پہ مقرّر	248
114	حسین کافی ہے	250
115	سینہ کوبی ابتدائے یاحسینؑ	252

جسے میرے دل نے خدا کہا

نہ وہ حد میں ہے نہ عدد میں ہے
نہ ازل میں ہے نہ ابد میں ہے
نہ قبول میں نہ وہ رد میں ہے
جسے میرے دل نے خدا کہا

نہ زماں میں ہے نہ مکاں میں ہے
نہ نہاں میں ہے نہ عیاں میں ہے
وہ نہیں میں ہے نہ وہ ہاں میں ہے
جسے میرے دل نے خدا کہا

نہ وہ لا میں ہے نہ وہ شے میں ہے
نہ وہ لَے میں ہے نہ وہ نَے میں ہے
وہ ''نہیں'' میں ہے نہ وہ ''ہے'' میں ہے
جسے میرے دل نے خدا کہا

نہ وہ کیوں میں ہے نہ وہ کیا میں ہے
نہ خلا میں ہے نہ ملا میں ہے
نہ فنا میں ہے نہ بقا میں ہے
جسے میرے دل نے خدا کہا

نہ عدم میں ہے نہ وجود میں
نہ غیاب میں نہ شہود میں
نہ وہ نیست میں نہ وہ بُود میں
جسے میرے دل نے خدا کہا

نہ حدوث ہے نہ قدیم ہے
نہ الف نہ لام نہ میم ہے
نہ ہے منقسم نہ قسیم ہے
جسے میرے دل نے خدا کہا

نہ یرا ہے وہ نہ ورا ہے وہ
نہ بہم ہے وہ نہ جدا ہے وہ
نہ سکوت ہے نہ صدا ہے وہ
جسے میرے دل نے خدا کہا

نہ مکاں ہے وہ نہ مکیں ہے وہ
نہ فلک ہے وہ نہ زمیں ہے وہ
تو سنو نہیں بھی نہیں ہے وہ
جسے میرے دل نے خدا کہا

نہ خفی ہے وہ نہ جلی ہے وہ
کہ ہر اک صفت سے بری ہے وہ
تو سنو نویدؔ وہی ہے وہ
جسے میرے دل نے خدا کہا
جسے میرے دل نے خدا کہا

اُس کو ادراک نہیں پا سکتا

اتنا آخر ہے کہ جیسے اول
اتنا اول ہے کہ جیسے آخر
اتنا حاضر ہے کہ جیسے غائب
اتنا غائب ہے کہ جیسے حاضر

اتنا امکاں ہے کہ جیسے موجود
اتنا موجود کہ جیسے امکاں
اتنا پنہاں ہے کہ جیسے پیدا
اتنا پیدا ہے کہ جیسے پنہاں

اتنا ممکن ہے کہ جیسے واجب
اتنا واجب ہے کہ جیسے ممکن
اتنا باطن ہے کہ جیسے ظاہر
اتنا ظاہر ہے کہ جیسے باطن

وہ کسی حد میں نہیں آ سکتا
اس کو ادراک نہیں پا سکتا

دلیل سے پہلے

نہ عدل ہے نہ عدالت عدیل سے پہلے
مثال جیسے نہیں ہے مثیل سے پہلے

خدا جو کفر پہ بعدِ دلیل بھی نہ کھلا
خدا کو آ گیا لے کر دلیل سے پہلے

خدا ہے کیا کہ خدا کا مقدمہ کیا ہے
کُھلے تو کیسے گواہ و وکیل سے پہلے

وہ کیا بغیرِ محمدؐ خدا کو دیکھیں گے
جو اصل دیکھ نہ پائے اصیل سے پہلے

نویدؔ ذاتِ خدا ہے دلیل میں مستور
نہ بعد میں ہے نہ ہے وہ دلیل سے پہلے

درود

ہے اسم ہائے الٰہی میں بند رازِ درود
جوازِ ذاتِ خداوند ہے جوازِ درود

قیامِ عشق، رکوعِ مکاں، سجودِ زماں
نہیں کچھ اور اگر ہے تو بس نمازِ درود

وہ آپ بھی ہے مصلّے پہ کائنات کے ساتھ
خدا نے ایسی بچھائی ہے جانمازِ درود

وہ جس کی لَے پہ مسلسل ہے ایک نغمۂ کن
وہی تو دستِ خداوند میں ہے سازِ درود

جو سلسلہ متکبّر سے ہے شکور تلک
ہے کبریائی کے پردے میں یعنی نازِ درود

درود ہی سے خدا میں خدائی آئی ہے
خدا سے کر ذرا دریافت امتیازِ درود

دوامِ محوِ نظارہ کو چاہیے دائم
یہی کہ حسنِ خدا آئنہ طرازِ درود

ہے کس کو علم محمدؐ کے اور علیؑ کے سوا
یہ کون ہے پسِ پردہ فسون سازِ درود

نویدؔ اُسے درِ توبہ کے بند و باز سے کیا
گُنہ سے دور ہی رہتا ہے پاکبازِ درود

وہ تو ہے، وہ میں ہوں

سینے میں جو اک درد سا ہوتا ہے وہ تُو ہے
جو درد کی شدت سے بکھرتا ہے وہ مَیں ہوں

جو باغ کو شبنم سے بھگوتا ہے وہ تُو ہے
جو گُل کی طرح ڈُھل کے نکھرتا ہے وہ مَیں ہوں

ہر شے میں جو آئینہ پروتا ہے وہ تُو ہے
جو آئینہ خانوں میں سنورتا ہے وہ مَیں ہوں

جنگل کو جو خوشبو سے بھگوتا ہے وہ تُو ہے
جنگل سے جو ہر شام گزرتا ہے وہ مَیں ہوں

داغوں کو میرے دل سے جو دُھوتا ہے وہ تُو ہے
داغوں کی تمنا میں جو مَرتا ہے وہ مَیں ہوں

مجھ دل کو جو رنگوں میں ڈبوتا ہے وہ تُو ہے
جو ڈوب کے رنگوں میں ابھرتا ہے وہ مَیں ہوں

مٹی میں جو دریا کو ڈبوتا ہے وہ تُو ہے
مٹی سے جو قطرہ سا نتھرتا ہے وہ مَیں ہوں

مجھ خاک میں اک تخم جو بوتا ہے وہ تُو ہے
سایہ سا سرِ دہر جو کرتا ہے وہ مَیں ہوں

جو تھا، وہ جو ہونا ہے، جو ہوتا ہے، وہ تُو ہے
ہونے کے دکھوں سے جو گزرتا ہے وہ مَیں ہوں

نعت

مِری زباں میں اُسے کہتے ہیں رسولِ اَمیں
کہے جو ''ہے'' تو خدا ہے، کہے ''نہیں'' تو نہیں

وہ جس وجود کے سینے میں ہے امانتِ غیب
کہو بڑی وہ امانت ہے یا بڑا ہے امیں

سوال یہ ہے شہود و وجود سے پہلے
مکین سے ہے مکاں یا مکان سے ہے مکیں

تِرا وُجود مِری ہے میں کس طرح آئے
تِرا وُجود تو جب تھا کہ تھا ''نہیں'' بھی نہیں

یہ اذنِ سجدہ بھی اُس نے عطا کیا ورنہ
کہاں وہ نقشِ کفِ پا کہاں یہ میری جبیں

هُو

محمد صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم

ہیں اگر چہرہ محمدؐ آئینہ قرآن ہے
یعنی یہ قلبِ محمدؐ کی صدا قرآن ہے

اے خدا! ذاتِ محمدؐ ہے یہ قرآں کی جگہ
یا محمدؐ کی جگہ رکھا ہوا قرآن ہے

اے محمدؐ آپؐ سے جو ہوگیا سنت ہے وہ
اے محمدؐ آپؐ نے جو کہہ دیا قرآن ہے

اب جسے چاہے اسے توفیقِ اقراء دے خدا
ویسے تو ہر قلب پر لکھا ہوا قرآن ہے

ہے محمدؐ ناطق و صامت کی یکجائی کا نام
اِن کا چپ رہنا کتاب اور بولنا قرآن ہے

اول و نا، اوسط و نا، آخر و نا، کلّ و نا
از محمدؐ تا محمدؐ رو نما قرآن ہے

بائے بسم اللہ کے نقطے میں ہے مستور کون
یعنی جس نقطے میں سب سمٹا ہوا قرآن ہے

قُل سے تا اقراء قصیدہ ہے محمدؐ کا نویدؔ
پوچھتے کیا ہو یہ تم مجھ سے کہ کیا قرآن ہے

نعت

ہے یہ میری تسبیحِ پیہم صلی اللہ علیہ وسلم
وردِ زباں ہے ہر پل ہر دم صلی اللہ علیہ وسلم

کون مُدثّر کون مُزمّل کون مُبصّر کون محیط
کون مُکرّم کون مُعظّم صلی اللہ علیہ وسلم

لوح بھی تُو مرقوم بھی تُو ہے علم بھی تُو معلوم بھی تُو ہے
کوئی نہیں ہے تجھ سے مُقدّم صلی اللہ علیہ وسلم

اِسم ترا معنی سے بری ہے تجھ سے خُدا ہے تجھ سے خُودی ہے
نعمتِ عظمٰی رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم

فصلِ گُل و لالہ کہ خزاں ہو چاہے زماں ہو چاہے مکاں ہو
کوئی ہو موسم کوئی ہو عالم صلی اللہ علیہ وسلم

کوئی نہیں ہے زخم کا پُرساں کوئی نہیں ہے درد کا درماں
ایک رفو ہے ایک ہے مرہم صلی اللہ علیہ وسلم

کون خُدا تھا کون تھا بندہ تُو نے اُٹھایا ذات کا پردہ
تُو نے ملایا اِن کو باہم صلی اللہ علیہ وسلم

فجر ہو ظہر ہو عصر کہ مغرب چاہے عشا ہو چاہے تہجّد
قلب سے یہ جاری ہے پیہم صلی اللہ علیہ وسلم

آقا نویدؔ کی لَو کو بڑھا دے صبح سے اُس کی شام ملا دے
نُور عطا کر نُورِ مجسّم صلی اللہ علیہ وسلم

نعت

یہ خاص دن ہے مئے عام دے کے ٹال نہیں
ترے جواب سے باہر مِرا سوال نہیں

گُتھا ہے ایسے خدا تجھ میں اور خدا میں تو
جُدا کہوں تو میں کیسے مری مجال نہیں

جو تُو نہ ہوتا خدا جلوہ گر کہاں ہوتا
یہ ذات کا ہے صفت کا کوئی کمال نہیں

تری ثناء میں کروں کیا کہ میں خدا نہ علیؑ
ترے مقام کو پہنچوں یہ میرا حال نہیں

کبھی خدا، کبھی بندہ، کبھی صفت، کبھی ذات
مرے گمان میں آئے تُو وہ خیال نہیں

کیا ہے کس نے یہ فرقِ حدیث و آیت و قول
سوائے وحی ترا جب کوئی مقال نہیں

نویدؔ نام میں لوں اُن کا اور خدا سے جُدا
یہ میری تاب نہیں یہ مری مجال نہیں

نعت

اے کہ نہایتِ عیاں تیرا حجاب اور ہے
تیرا حضور اور ہے تیرا غیاب اور ہے

اور ہی ہے تِرا زماں اور ہی ہے تِرا مکاں
اور ہے تیرا آستاں، تیری جناب اور ہے

رکھ نہ سکا یہ آفتاب تیری کتاب پر کتاب
خامۂ فخرِ جبرئیل تیری کتاب اور ہے

بڑھ کے ورائے کوہِ طور کب ہے گیا کوئی شعور
پر تِری چشم اور ہے پر تِری تاب اور ہے

رہ گئے کھا کے پیچ و تاب مُنہ نہ دکھا سکے سراب
تیری نمود سے رواں چشمۂ آب اور ہے

نعت

ہمارے پاس ہے کیا تیرے نام کرنے کو
بس ایک دل ہے ازل سے غلام کرنے کو

مِرے حضور جو تیرے سفر پہ نکلا ہو
اُسے کہاں کوئی فُرصت قیام کرنے کو

مقامِ سَرمد و لاہوت و لامکاں دیکھوں
تِرے حضور جو پہنچوں سلام کرنے کو

میں اپنے قلب کو کرلوں ستارۂ سحری
مِلے جو کاش مدینے میں شام کرنے کو

ترے حضور ہیں سب سجدہ و رکوع و قیام
سو یہ بھی پڑ گئے کم اہتمام کرنے کو

درود ہی سے فراغت دل و زباں کو نہیں
کسے ہے وقت یہاں اپنا نام کرنے کو

یہاں تو دل کا دھڑکنا بھی بار ہے کہ نویدؔ
خموشی چاہیے اُس سے کلام کرنے کو

نعت

پیدا کیے ہیں تُو نے اسباب بندگی کے
سکھلائے ہیں بشر کو آداب بندگی کے

پیدا تھا یا تلاطم یا تھا سکوت طاری
چھیڑے ہیں تُو نے دل میں مضراب بندگی کے

دِکھلا کے ہر حقیقت تعبیر دی خُدا کی
پُورے کیے ہیں تُو نے سب خواب بندگی کے

تُو نے خودی سکھائی تُو نے خُدا بتایا
کرتے ہیں سجدہ تجھ کو سیراب بندگی کے

تُو نے سکھایا سجدہ تسبیح مرحمت کی
آباد کردیے ہیں محراب بندگی کے

تُو نے ہی ہے سکھایا سجدے کا وزن اُٹھانا
ورنہ کہاں تھے ایسے اعصاب بندگی کے

نعت

توحید کا سِرا ہے محمدؐ کے عشق میں
جلوہ نُما خدا ہے محمدؐ کے عشق میں

ہم کو خودی مِلی ہے محمدؐ کے فیض سے
ہم کو خدا مِلا ہے محمدؐ کے عشق میں

ہے جان سو لگی ہے محمدؐ کے دھیان میں
ہے دل سو دل فنا ہے محمدؐ کے عشق میں

گر چاہیے رضائے الٰہی تو سُن بہ غور
اللہ کی رضا ہے محمدؐ کے عشق میں

کیسا کرم ہے یہ کہ اِس اُجڑے جہاں کے بیچ
دل حُسن سے بھرا ہے محمدؐ کے عشق میں

میں ہی نہیں نویدؔ فقط عاشقِ رسولؐ
اللہ مبتلا ہے محمدؐ کے عشق میں

نعت

مِشعلِ کون و مکاں شاہِ مدینہ مددے
کب سے پیاسا میں کھڑا ہوں لبِ دریا مددے

اب کمر بارِ مزلّت سے جُھکی جاتی ہے
فخرِ عیسیٰ مددے جانِ میسحا مددے

ہر قدم گھور اندھیرے مُجھے گھیرے ہیں یہاں
اے چراغِ دو جہاں دیدۂ بینا مددے

لمحہ دَر لمحہ کشاکش سے گھُٹا جاتا ہے دم
صیدِ امروز ہُوں میں صاحبِ فردا مددے

کسے دیکھوں کہ خُدا مُجھ کو نظر آتا نہیں
جلوہ آرا مددے قامتِ زیبا مددے

تیری نعلین کو میں تاج بنالوں اپنا
ہے جنوں کو مِرے یہ ایک ہی سودا مددے

حیرت ہے

یہ حیرت میں ہے آئینہ کہ آئینے میں حیرت ہے
جو اِس وحدت میں کثرت ہے جو اِس کثرت میں وحدت ہے

تجھے معراج پر حیرت ہے اے واعظ محمدؐ کی
مجھے اُن کے زمیں پر آن کر رہنے پہ حیرت ہے

جب اللہ اور محمدؐ اور علیؑ تینوں ولی ٹھہرے
یہی جانیں تو جانیں بس کسے کس پر فضیلت ہے

یہ ترتیبِ زمانی ہے نہ ترتیبِ مکانی ہے
یہ پہلے بعد کی باتیں تو واعظ کی خباثت ہے

شہادت دونوں ولیوں کی ہے بس اللہ کو کافی
جو رَٹ ہے اشہدُ انّا کی واعظ کی خباثت ہے

محمدؐ اور تنہائی

بس کہ تنہائی سے ہوتا ہے محمدؐ کا ظہور
جس کا قامت حدِ امکاں ہے اسی قد کا ظہور

جس کے ہونے سے چمک مہر میں اشیاء میں ہے رنگ
معدنِ حق کے اسی لعل و زبر جد کا ظہور

جس کی تنہائی سے یہ انجمن آباد ہوئی
جس کی تنہائی میں گم ساعتِ ایجاد ہوئی

پوچھے مندوبِ اللہ سے کوئی لا کی تنہائی
جس پہ گزری ہے یہاں کنجِ حرا کی تنہائی

چشم کب ہوگئی دل عشق کو معلوم نہیں
عشق تو جاں پہ سنبھالے تھا بلا کی تنہائی

نہ کوئی ہوش کا عالم تھا نہ مدہوشی تھی
چشم جب دل ہوئی اک راز کی خاموشی تھی

جس کی تنہائی سے پیدا سحر و شام ہوئے
جس کی تنہائی سے سیارے سبک گام ہوئے

جس کی تنہائی کے شعلے میں کچھ ایسی تھی چمک
سامنے آئے مہہ و مہر تو وہ خام ہوئے

جس کے ہونے سے ادا گُل میں نوابلبل میں
جس کے ہونے سے ہے رَو عالمِ جزو و کُل میں

جس کی تنہائی کا انجام نہ کوئی آغاز
جس کی تنہائی کا کھولا نہ گیا عقل سے راز

جس کی تنہائی انا العقل کا ہے نعرۂ مست
کیسے پہنچے گا بھلا اس کی حقیقت کو مجاز

جس کی تنہائی کو تنہائی نہیں پاسکتی
ڈوب جائے بھی تو کیا تہہ تو نہیں لاسکتی

جس کی تنہائی کا عالم وہ یمِ لا محدود
اک سِرا جس کا عدم ایک سِرا جس کا وجود

اصل تنہائی کا اک نکتہ ہے جس کی تنہائی
جس کی تنہائی میں گم شاہد و مشہود و شہود

جس کی تنہائی ِ بے فصل کی کوئی نہیں حد
اک سِرا جس کا ازل ایک سِرا جس کا ابد

جس کی تنہائی ہے ہنگامۂ بزمِ امکاں
جس کی تنہائی ہے یاں محرمِ صد رازِ نہاں

ایک مرکز پہ دل و ذہن کو لانے کے لئے
جس کی تنہائی نے دی ذات کے کعبے میں اذاں

جس کی تنہائی پہ یاں سورۂ کوثر اُترا
جیسا تھا حسن صدف ویسا ہی گوہر اُترا

جس کی تنہائی پہ تنہائی کا عالم ہے تمام
جس کی تنہائی بنی حامل وحی و الہام

دست بستہ رہا تنہائی میں جس کی سورج
جس کی تنہائی کے دربار میں حاضر رہی شام

جس کی تنہائی سے گردش میں زمیں ہے ہر دم
مہر کو جس جگہ ہونا تھا وہیں ہے ہر دم

جس نے جھیلی ہے اکیلے یہاں سب کی تنہائی
حرف کی نطق کی آواز کی لب کی تنہائی

جس کی تنہائی پہ بس ختم ہے تنہائی کا بار
جس کی تنہائی کے آگے تو ہے رب کی تنہائی

جس کی تنہائی کہ ہونے کی خبر سے گزری
شام سے جلتی ہوئی آئی سحر سے گزری

جس کی تنہائی کا عالم نہیں اشیاء سے عیاں
لالہ و گل سے نہ ہی وسعتِ صحرا سے عیاں

جس کی تنہائی ہے تنہائی در اندر تنہائی
نہ ہی قطرے سے عیاں ہے نہ ہی دریا سے عیاں

جس کی تنہائی ہے یاں چہرۂ تنہائیِ غیب
کس سے اٹھتا ہے بھلا پردۂ تنہائیِ غیب

جس کی تنہائی سے برہم ہوئی بزمِ اصنام
جس کی تنہائی بنی قاطعِ تیغِ اوہام

جس کے قدموں کی دھمک سے ہلے ایوانِ کُہن
جس کی ٹھوکر سے گرا تاجِ سرِ کُہنہ نظام

کارواں کے لئے جس نے رہِ نَو تازہ کی
بجھ رہے تھے جو دیئے اُن کی بھی لَو تازہ کی

مُردہ بکری سے دے دنیا کے جو ہونے کی مثال
نفی در نفی ہے جس ذات کے اثبات کا حال

جس کی تنہائی نے دیکھی ہے وہ بے معنویت
لا بہ لا گزرا جو ہر منظرِ دنیا سے کمال

دہرِ بے معنیٰ سے پیدا کیے معنیٰ جس نے
بہرِ اثباتِ اللہ پہلے کہا ''لا'' جس نے

فاطمہؑ

وہ فاطمہؑ ہے وہ تجسیمِ کبریائی ہے
صفت خدا کی جس اک ذات میں سمائی ہے

وہی احد کی ہے واحد وہی تو فاطمہؑ ہے
خدا نے جس میں کہ وحدانیت چھپائی ہے

وہی ہے فاطرِ افلاک و فاطرِ والارض
اُسی کے صدقے میں آدمؑ نے روح پائی ہے

حیات اُسی نے کی طبقات کے تئیں تقسیم
ہر ایک طبقے میں پھر زندگی بسائی ہے

اُسی نے خاک کی تہہ پر بچھایا ہے پانی
بچھا کے پانی پھر اُس نے ہوا اُڑھائی ہے

وہی صداقتِ ھا ہے وہی صداقتِ ھو
اُسی نے نقطۂ با پُر کشش بنائی ہے

اُسی کی شان میں ہے بابِ اِنّا انزلنا
وہی شبوں میں شب قدر بن کے آئی ہے

اُسی کا اِذن ہے اقراء اُسی کا اِذن ہے قل
وہی تو آیتِ کبریٰ کی رونمائی ہے

زمیں پہ جس نے ولی و نبی اتارے تھے
خدا کی شکل میں اب خود اُتر کے آئی ہے

وہی تو مرکزِ تفسیرِ پنجتنؑ ہے نویدؔ
اُسی کی ذات میں عِصمت سِمٹ کے آئی ہے

فاطمہؑ

آج کے دن ہُوا وہ نُورِ ظُہور جس سے خیر النساء کی ذات بنی
آج کے دن صدائے کُن گونجی آج کے دن یہ کائنات بنی

آج پیدا ہوئے مظاہر سب کنزِ مخفی ہوا ہے ظاہر سب
آج تک نورِ بے صفت تھی جو ذات آج مجموعۂ صفات بنی

آج پیدا ہوا ہے "میں" سے "تو" آج پیدا ہوئے۔یہ ھا اور ھو
گونج اٹھا لا الہ الا ھو شکلِ آیاتِ بینات بنی

آج کے دن بنے یہ لوح و قلم آج کے دن بنے یہ کرسی و عرش
آج وحدت کو مل گئی کثرت اِک تجلی تجلیات بنی

آج تخلیقِ جبرئیل ہوئی آج تکمیل ہر دلیل ہوئی
آج کا دن بہت مبارک ہے آج کے دن رہِ نجات بنی

آج کے دن ہوا یہ کن فیہ کوں آج کے دن بنے بُرون و دُروں
آج کے دن بنے وجود و عدم آج یہ دن بنا یہ رات بنی

آج کے دن بنے زمین و زماں آج کے دن بنے مکین و مکاں
آج کے دن وجود خلق ہوا آج کے دن ہی یہ حیات بنی

آج پیدا ہوئے یہ بحر و بر آج پیدا ہوئے یہ خشک و تر
آج پیدا ہوئے یہ آب و غذا آج یہ صورتِ ثبات بنی

آج پیدا ہوئے فنا و بقا آج پیدا ہوئے سکوت و صدا
آج شکلِ نمودِ صبح و مساء نورِ ظاہر کے ساتھ ساتھ بنی

آج پیدا ہوا یہ عالمِ امر آج پیدا ہوا یہ عالمِ روح
آج یہ واجب و وجوب بنے آج یہ شکلِ ممکنات بنی

آج تخلیقِ علم کا دن ہے آج تخلیقِ عقل کا دن ہے
آج کے دن یہی کہوں گا نوید آج کے دن خدا کی بات بنی

فاطمہؑ

جو پوچھیے کہ کیا ہے فاطمہؑ
کرم کی انتہاء ہے فاطمہؑ
حجابِ کبریائی ہے
کسی کو کب رسائی ہے
کہ پردۂ خدا ہے فاطمہؑ
وہ قابلِ درود ہے وہ شاملِ درود ہے
وہ داخلِ درود ہے وہ کاملِ درود ہے
وہ حاملِ درود ہے وہ حاصلِ درود ہے
کہ مرکزِ کساء ہے فاطمہؑ

وہ منبعِ شہود ہے شہود کا وجود ہے
نزول ہے درود ہے خدا کا تار و پود ہے
سلام ہے قیام ہے رکوع ہے سجود ہے
کہ سجدۂ خدا ہے فاطمہؑ

وہ قول ہے مقالہ ہے وہ معدنِ الرّسالۃ ہے
علیؑ کی ہم نوالہ ہے علیؑ کی ہم پیالہ ہے
حسینؑ کا حوالہ ہے حسنؑ کو جس نے پالا ہے
وہی تو باخدا ہے فاطمہؑ

وہ اولینِ نور ہے صفات کا ظہور ہے
غیاب کا حضور ہے خدا کا جو غُرور ہے
جو طاہرہ ہے طیّبہ کہ رجس جس سے دور ہے
وہ پاک سیدہ ہے فاطمہؑ

وہ جلوۂ غیاب ہے وہ نور کی کتاب ہے
خدا کا وہ حجاب ہے خدا کا وہ نقاب ہے
کہ جز نبیؐ و جز علیؑ کہاں کسی کو تاب ہے
خدا کا آئینہ ہے فاطمہؑ

جو پنجتنؑ سمٹ گئے تو ایک ذات بن گئی
وہ ایک ذات پھیل کر یہ کائنات بن گئی
نبیؐ کی بات بن گئی علیؑ کی بات بن گئی
پتا چلا کہ کیا ہے فاطمہؑ

رسالتیں، ولایتیں، امامتیں، ہدایتیں
شرافتیں، نجابتیں، طہارتیں، شہادتیں
عبادتیں، ریاضتیں، کرامتیں، صداقتیں
انہی کا تو سِرا ہے فاطمہؑ

وہ کنزِ مرسلیں نویدؔ، صحیفۂ مبیں نویدؔ
ہے دین کی امیں نویدؔ، دیا اسی نے دیں نویدؔ
کہوں گا بالیقیں نویدؔ، خدا تو وہ نہیں نویدؔ
خدا سے کب جدا ہے فاطمہؑ

وہ فاطمہؑ ہے

وہ فاطمہؑ ہے وہی آیتوں کی آیت ہے
وہ بالغہ ہے وہی حجتوں کی حجت ہے

مقامِ نعمتِ ناعم سے تابہ دستِ نعیم
وہ سیدہ ہے وہی نعمتوں کی نعمت ہے

مقامِ سرمدی سے تابہ عالمِ لاہوت
وہ قدسیہ ہے وہی جلوتوں کی جلوت ہے

مقامِ بالا کی رفعت ہے تا مقامِ بلند
وہ طیبہ ہے وہی رحمتوں کی رحمت ہے

مقامِ کُن کے تحیّر سے تادمِ فیہ کون
وہ ضامنہ ہے وہی قدرتوں کی قدرت ہے

مقامِ طیب و طاہر سے تا مقامِ طہور
وہ طاہرہ ہے وہی عصمتوں کی عصمت ہے

مقامِ امرِ شفاعت سے تا بدستِ شفا
وہ عالمہ ہے وہی حکمتوں کی حکمت ہے

مقامِ چشمِ تحیّر سے تا بہ حیرتِ دید
وہ کاملہ ہے وہی حیرتوں کی حیرت ہے

مقامِ حاضر و ناظر سے تا مقامِ حضور
وہ راضیہ ہے وہی غایتوں کی غایت ہے

مقامِ غیبتِ صغریٰ سے تا دمِ کبریٰ
وہ غیبیہ ہے وہی غیبتوں کی غیبت ہے

مقامِ قائم و دائم سے تا ہمیش و دوام
وہ قائمہ ہے وہی عظمتوں کی عظمت ہے

مقامِ نسبتِ تسلیم سے بہ حدِ رضا
وہ مرضیہ ہے وہی نسبتوں کی نسبت ہے

مقامِ کثرتِ جلوہ سے تا دمِ وحدت
وہ ذاکیہ ہے وہی وحدتوں کی وحدت ہے

حضور اس کے دعا میری مستجاب نویدؔ
وہ عاملہ ہے وہی نیتوں کی نیت ہے

فاطمہؑ باپ کی ماں

فاطمہؑ باپ کی ماں بن کے جو سرورؐ کو ملی
معنی کوثر کو رسالتؐ کہ پیمبر کو ملی

صدقۂ فاطمہؑ و سیدہ و طاہرہ ہے
وہ فضیلت کہ جو تطہیر کی چادر کو ملی

وہ فصاحت وہ بلاغت ہے لسانِ زہراؑ
جو سلونی کی زباں میں لبِ حیدرؑ کو ملی

اپنی مرضی جو علیؑ نے شبِ ہجرت بیچی
فاطمہؑ اس کا صلہ تھی کہ جو حیدرؑ کو ملی

جس کا ظاہر ہے علیؑ فاطمہؑ ہے جس کا حجاب
یہی توحید ہے جو جلوۂ داور کو ملی

سجدہ اس دَر پہ ہے بس منزلِ سِدرہ کا سفر
منزلت عرشِ خدا کی ہے جو اِس در کو ملی

جس میں اللہ کا چہرہ نظر آتا ہے نویدؔ
عشقِ حیدرؑ کی وہی مَے مرے ساغر کو ملی

فاطمہؑ کا ہے

کیا مجھ سے پوچھتے ہو یہ تم کیا خدا کا ہے
جس سے خدا ہے وہ سب فاطمہؑ کا ہے

کوئی نبی ہے کوئی ولی ہے کوئی امام
صدقہ یہ تیری اوڑھنے والی کساء کا ہے

منبر نہ دیکھ دیکھ سلونی کی پشت پر
پشتِ علیؑ پہ ہاتھ کہ جو سیّدہ کا ہے

مانا کہ وہ علیؑ و محمد کی ہے بِنا
وہ راز بھی تو کھول جو تیری بِنا کا ہے

زہرا کا ہاتھ تھامے ہوئے ہے علیؑ کا ہاتھ
یہ ہے کمک جو زور یدِ لافتیٰ کا ہے

اللہ کو نبی کو ولی کو امام کو
جو کچھ جسے مِلا ہے دیا سیدہ کا ہے

اک پل میں جو شہود ہے اک پل میں جو وجود
وہ سرمدی نشاں ترے نعلینِ پا کا ہے

پردہ بنا ہے جس کے لیے گریۂ علیؑ
وہ آہ سیدہؑ کی وہ غم سیدہؑ کا ہے

محفل قبولیت پہ ہے بس ہاتھ اُٹھا نویدؔ
یہ وقت داد کا تو نہیں ہے دُعا کا ہے

دَرِ فاطمہؑ کا ہے

تاجِ کساء ہے جس پہ وہ سر فاطمہؑ کا ہے
کھلتا ہے لا مکاں میں جو دَر فاطمہؑ کا ہے

وہ معدن الرّسالہ ہے کنزِ وِلایہ ہے
او بے خبر جہانِ خبر فاطمہؑ کا ہے

ہے عرش پر جو سرمد و لاہوت و لا مکاں
یعنی وہی زمین پہ گھر فاطمہؑ کا ہے

جس در کی نقل ہے درِ کعبہ حقیقتاً
وہ عالمِ خیال میں دَر فاطمہؑ کا ہے

وحدت ہے جس کا تخم تو کثرت ہیں برگ و گُل
عصمت ہے جس کا پھل وہ شجر فاطمہؑ کا ہے

جلتے ہی جا رہے ہیں سرِ لا مکاں چراغ
کہتی ہے یہ رَوِش کہ گزُر فاطمہؑ کا ہے

بس اک ہمیشگی ہے ہمیشہ سے تا ہمیش
اک جلوۂ دگر بہ دگر فاطمہؑ کا ہے

جس نے سہا خدا کی جگہ پر خدا کا دکھ
وہ دل ہے فاطمہؑ کا جگر فاطمہؑ کا ہے

جو خون رو رہی ہے مِری آنکھ ہے نویدؔ
رومال ہو رہا ہے جو تر فاطمہؑ کا ہے

وحدت ہے فاطمہؑ

کثرت میں جو نہاں ہے وہ وحدت ہے فاطمہؑ
جس جا خدا ہے وہم، حقیقت ہے فاطمہؑ

وہ لا وجود جس میں چھپا ہے ہر اک وجود
یعنی ہر اک شہود کی غیبت ہے فاطمہ

یعنی وہ جلوہ گر ہے پسِ پردۂ علیؑ
یعنی علیؑ ہے علم تو حکمت ہے فاطمہؑ

ذات و صفت سے ہوتا ہے توحید کا ظہور
یعنی اَحد ہے وہ احدیت ہے فاطمہؑ

ہے اِس میں اصلِ جوہرِ وحدت چھپا ہوا
یعنی خدا ہے آئنہ حیرت ہے فاطمہؑ

کیا ڈھونڈتے ہو ہے میں کہ ”ہے“ میں ”نہیں“ ہے وہ
گم ہے ”نہیں“ میں جو وہ حقیقت ہے فاطمہؑ

ہر رشتہ ہائے حجّت و محجوج کی قسم
حجّت کے واسطے ہے جو حجّت ہے فاطمہؑ

طاہر کرے وہ چاہے جسے رجس کرکے دُور
وہ مستقیم راہِ طہارت ہے فاطمہؑ

یعنی خدا نہاں ہے اِسی ذات میں نویدؔ
جلوت ہے جو خدا کی وہ خلوت ہے فاطمہؑ

مَرج البحرین

یہ کہتی ہیں زہراؑ یہ کہتے ہیں حیدرؑ
نہ ہم ہیں مونّث نہ ہم ہیں مذکّر
نہ ہوتا ہے اسماء کا اطلاق ہم پر
ہمی ''مَیں'' کے اندر ہمی ''تُو'' کے اندر

مگر ہم نہ ''مَیں'' ہیں نہ ''تُو'' جان لے بس
ہم اک ''ھُوْ'' کا عالم ہیں پہچان لے بس

ولایت کا عصمت کا سنگم ہمی ہیں
کہ کثرت کا وحدت کا سنگم ہمی ہیں
اذاں کا اقامت کا سنگم ہمی ہیں
کہ آیت سے آیت کا سنگم ہمی ہیں

یہ مِلنا خفی سے جلی کا ہے مِلنا
یہ لاہوت سے سرمدی کا ہے مِلنا

جو قبلہ ہے حسنینؑ کا وہ ہمی ہیں
حرم ہے جو حرمین کا وہ ہمی ہیں
سِرا ہے جو قوسین کا وہ ہمی ہیں
جو مِلنا ہے بحرین کا وہ ہمی ہیں

ہوئے جن سے لُو لُو و مرجان جاری
ہُوا جن کے اِقراء سے قرآن جاری

ہم اک دوسرے کا رکوع و سجود
ہم اک دوسرے کا نزول و ورود
کہ حَد ہم جُدا ہیں بہم لاحدود
ہمی ہیں دجود اور ہمی ہیں شہود

خدا غیب اپنا ہے حاضر ہے عابد
جو باطن ہے معبود ظاہر ہے عابد

ہم اک دُوسرے پر ہی ظاہر ہوئے ہیں
ہوئے ہیں نظیر اور ناظر ہوئے ہیں
ہم اوّل ہوئے ہیں ہم آخر ہوئے ہیں
ہُوئے ہیں بصیر اور باصر ہوئے ہیں

ہمی ہیں کہ جو مُصحف و آئینہ ہیں
بہم کے بہم ہیں جدا کے جدا ہیں

ہے مفرد ہمارا احد کا کرشمہ
مرکّب ہے حرف و عدد کا کرشمہ
ہمی ارض و طول و بلد کا کرشمہ
ہمی عقل و ہوش و خرد کا کرشمہ

ہمی علم و حکمت ہیں ہم ابتدا ہے
ولایت ہیں عصمت ہیں ہم انتہا ہیں

ہیں عصمت کا معدن ولایت کا معدن
رسالت کا معدن امامت کا معدن
ارادے کا معدن مشیّت کا معدن
ہمی ہیں ہر اک کُن کی حرکت کا معدن

ہمی ہیں ”نہیں“ اور ”ہے“ سے بھی پہلے
تخیّل سے، لاشے سے، شئے سے بھی پہلے

خفی ہم ہی تُم ہیں خفی ہم ہی وہ ہیں
جلی ہم ہی تُم ہیں جلی ہم ہی وہ ہیں
کبھی ہم ہی تُم ہیں کبھی ہم ہی وہ ہیں
وہی ہم ہی تُم ہیں وہی ہم ہی وہ ہیں

مگر ہم نہ ”وہ“ ہیں مگر ہم نہ ”تُم“ ہیں
ہم اک دوسرے کے سرے میں ہی گُم ہیں

ہمی سے بہم ہے ہمی سے جدا ہے
ہمی سے خودی ہے ہمی سے خدا ہے
ہم اُس کا پتا وہ ہمارا پتا ہے
ہمی سے ہر اک تلکہ و ذالکہ ہے

مگر ہم نہ ھٰذیٰ نہ ہم ھٰذہی ہیں
ہیں خود ہی خفی اور خود ہی جلی ہیں

جو اوّل ہے عصمت تو آخر ولایت
جو غیبت ہے عصمت تو حاضر ولایت
جو باطن ہے عصمت تو ظاہر ولایت
جو ہے فطر عصمت تو فاطر ولایت

اگر ہم نہ ملتے اَحد بھی نہ ہوتا
تماشائے صفر و عدد بھی نہ ہوتا

عمراں کا قصیدہ ہے

امکانِ شہود اپنا یوں غیب سے ملتا ہے
اللہ کو سوچا ہے عمران کو دیکھا ہے

جو وجد میں لکھا ہے کیا جانئے وہ کیا ہے
ہے حمد خدا کی یا عمراں کا قصیدہ ہے

رستا ہے کہ منزل ہے، منزل ہے کہ رستا ہے
اللہ کو ڈھونڈا ہے عمران کو پایا ہے

اللہ جو پنہاں ہے اللہ جو پیدا ہے
یہ اُس سے ہی ظاہر ہیں وہ اِن سے ہویدا ہے

جب یہ ہیں حجاب اُس کا اور وہ ہے حجاب اِن کا
پھر کون یہ سمجھے گا یہ کون ہیں وہ کیا ہے

سجدہ ابوطالبؑ کا ہے

سجدۂ ربِّ عُلا سجدہ ابوطالبؑ کا ہے
وحی کیا ہے اصل میں لہجہ ابوطالبؑ کا ہے

ورنہ دیکھا ہے خدا کس نے مِلا ہے اُس سے کون
اے خُدا مِلنا تِرا ملنا ابوطالبؑ کا ہے

ہے جہاں حیرت زدہ واحد، احَد حیران ہے
ہر عدد سے ماورا رُتبہ ابوطالبؑ کا ہے

سب انہی کا ہے سبق الحمد سے والنّاس تک
قُل ہو یا اِقراء ہو سب کہنا ابوطالبؑ کا ہے

کیا مشیت، کیا ارادہ کیسا منشا، کیا رضا
''کُن'' میں جو ہونا ہے وہ ہونا ابوطالبؑ کا ہے

جس سے تابندہ ہے یعنی ہر شہود اور ہر وجود
ہے عیاں جس سے خدا جلوہ ابوطالبؑ کا ہے

جو خدائی دے کے بھی مقروض ہے اے مُجرِمی
اُس خُدا سے پُوچھ کیا سودا ابوطالبؑ کا ہے

ہو کے راضی منتظر اِن کی رضا کا ہے خُدا
پوچھتے کیا ہو کہ کیا منشا ابوطالبؑ کا ہے

سلسبیل و کوثر و تسنیم کے ہوتے ہوئے
ہے وہی سیراب جو تشنہ ابوطالبؑ کا ہے

یہ اگر سچ ہے کہ ہے اللہ کا چہرہ علیؑ
پھر علیؑ کا چہرہ کیا چہرہ ابوطالبؑ کا ہے

وہ جو شہہ رگ سے رگِ جاں کو ہے نسبت اے خدا
بس وہی ہے مجھ سے جو رشتہ ابوطالبؑ کا ہے

کیا رسالت، کیا ولایت، کیا امامت، اے نویدؔ
ہے جو عِصمت کی رِدا سایہ ابوطالبؑ کا ہے

میں علیؑ کو خدا نہیں کہتا

ہے رازِ ھو اِسے سینے میں تھام کر رکھو
اگر ہو مستِ الست اِس کو برملا نہ کہو
بس اِس لیے میں علیؑ کو خدا نہیں کہتا
کہ خود علیؑ نے کہا ہے مجھے خدا نہ کہو

علیؑ

زمیں زمیں زماں زماں مکاں مکاں گلی گلی
خدا کو ڈھونڈتا تھا میں کہ مِل گئے مجھے علیؑ

صفت خفی کی ہے جلی ، جلی کی ذات ہے خفی
خدا ہے ذات علیؑ صفت خدا خفی علیؑ جلی

صفت سے آگے جائے کون کہ تابِ ذات لائے کون
علیؑ پہ آکے رُک گئی خدا کی بات جب چلی

جو یہ ملیں تو بندگی نہ مل سکیں تو کافری
نفس کا اِک سِرا خودی نفس کا اِک سِرا علیؑ

"نہیں" میں "ہے" نہیں ہے کیا کہ "ہے" میں کیا "نہیں" نہیں
سو "ہے" سے پہلے ہے علیؑ "نہیں" سے پہلے ہے علیؑ

قلندری ملی مجھے کہ قنبری ملی مجھے
علیؑ کی خاکِ پا نویدؔ میں نے منہ پہ کیا مَلی

علیؑ علیؑ کرنا

گلی گلی ہمیں جانا علیؑ علیؑ کرنا
کہیں بھی کرنا ٹھکانہ علیؑ علیؑ کرنا

ہمیں اندھیرے سے کیا ہے کہ یہ رہے نہ رہے
ہمیں چراغ جلانا علیؑ علیؑ کرنا

ہمیں غرض ہی نہیں ہے کوئی سُنے نہ سُنے
ہمیں تو سنکھ بجانا علیؑ علیؑ کرنا

نکل کے ماضی و فردا و حال سے باہر
بھلے ہو کوئی زمانہ علیؑ علیؑ کرنا

خوش آ گیا ہے جہاں کو قلندرانہ مزاج
ہمارا وجد میں آنا علیؑ علیؑ کرنا

منقبت

یاد سے یاد ہے یاعلیؑ یاعلیؑ
جب نہیں بھی نہ تھا ''تُو'' جو تھا کون تھا
یاد سے یاد ہے یاعلیؑ یاعلیؑ

تھا جب اوّل نہ اوسط نہ آخر کوئی
تھا نہ باطن کوئی تھا نہ ظاہر کوئی
جب بصر تھا کوئی اور نہ باصر کوئی
تھا نظارہ کوئی اور نہ ناظر کوئی
ماورائے ''نہیں'' اور ''ہے'' کون تھا
یاد سے یاد ہے یاعلیؑ یاعلیؑ

جب زماں بھی نہ تھا جب مکاں بھی نہ تھا
جب زمیں بھی نہ تھی آسماں بھی نہ تھا
جب عیاں بھی نہ تھا جب نہاں بھی نہ تھا
جب یہاں بھی نہ تھا جب وہاں بھی نہ تھا
امرِ تخلیق سے کس نے تھا ''کُن'' کہا
یاد سے یاد ہے یاعلیؑ یاعلیؑ یاعلیؑ

گونجتی تھی سرِ لامکاں جب کہ ھُو
''میں'' میں پیدا ہُوی ''تُو'' کی جب جستجو
''میں'' کے باطن سے ظاہر ہُوئی ایک ''تُو''
کون تھا رو بہ رو کون تھا دو بہ دو
''میں'' کا چہرہ تھا یا ''تُو'' کا تھا آئینہ
یاد سے یاد ہے یاعلیؑ یاعلیؑ یاعلیؑ

طاقِ سرمد میں روشن ہُوا جب دیا
لوح لکھی گئی عرش قائم ہُوا
خاک سے جب کہ آدم کا پُتلا بنا
امر آدم کے سینے میں پھونکا گیا
کس نے آدم سے تب قُم بہ اذنی کہا
یاد سے یاد ہے یاعلیؑ یاعلیؑ یاعلیؑ

کُن کی چھیڑی گئی جِس گھڑی داستاں
جب زمیں پر سجائے گئے آسماں
جب خلاؤں میں رکھی گئی کہکشاں
جب بنائی گئی شکلِ سیارگاں
کِس نے اجسام کو گردشیں کی عطا
یاد سے یاد ہے یاعلیؑ یاعلیؑ یاعلیؑ

جب بنائے گئے حرف و لوح و قلم
یہ فنا و بقا یہ وجود و عدم
جب بہم ہو گئے سارے ہی پیش و کم
آب و خاک و ہَوا ہو گئے جب بہم
زندگی کا عمل کِس نے جاری کیا
یاد سے یاد ہے یاعلیؑ یاعلیؑ یاعلیؑ

موت سے زندگی جب بنائی گئی
جب زمیں آسماں سے سجائی گئی
مسندِ آب و گُل جب بچھائی گئی
جبکہ آدم کی بستی بسائی گئی
زندگی کا چلا جِس گھڑی سِلسِلہ
یاد سے یاد ہے یاعلیؑ یاعلیؑ یاعلیؑ

ڈھونڈتا پھر رہا تھا خدا کو نویدؔ
کھوجتا پھر رہا تھا خدا کو نویدؔ
سوچتا پھر رہا تھا خدا کو نویدؔ
پوچھتا پھر رہا تھا خدا کو نویدؔ
تب تری شکل میں کون اُس کو مِلا
یاد سے یاد ہے یاعلیؑ یاعلیؑ یاعلیؑ

تعبیرِ حسنؑ

خواب نے دیکھی ہے کچھ اس طرح تعبیرِ حسنؑ
آ گیا ہے خود مصور بن کے تصویرِ حسنؑ

قطع کی جس نے زبانِ چرب ساماں کی دلیل
خامشی سمجھو تو جانو کیا ہے تقریرِ حسنؑ

صلح نامہ جنگ کا یا فتح کا سرنامہ ہے
روزِ محشر ہی کھلے گا کیا تھی تحریرِ حسنؑ

تجھ کو کیا معلوم اے ظالم درازِ اختیار
پاؤں میں تیرے بندھی ہے دیکھ زنجیرِ حسنؑ

ہر قیامت ظلم کی قسمت تڑپنا ہے نوید
صلح کی فتراک میں ہے قید نخچیرِ حسنؑ

ہائے حسینؑ

تیری دنیا سے اے خدائے حسینؑ
کچھ نہیں چاہیے سوائے حسینؑ

جانے کرنا تھا کیا بیاں مجھ کو
رہ گیا کہہ کے صرف ہائے حسینؑ

کس نے سمجھا ہے رازِ الا اللہ
کس کو معلوم ہے بنائے حسینؑ

کیوں نہ ہو مجھ کو تابِ نظارہ
میرا سرمہ ہے خاکِ پائے حسینؑ

کر رہا ہوں صلوٰۃِ عشق ادا
میرا کعبہ ہے کربلائے حسینؑ

نفس جس کو ہنکائے رکھتا ہے
وہ کہاں اور کہاں رضائے حسینؑ

نذرِ اللہ اور نیازِ علیؑ
دے رہا ہے صدا گدائے حسینؑ

ہے کسے کُن پہ اختیار نویدؔ
کس نے دیکھی ہے ابتدائے حسینؑ

قیوم حسینؑ

عشق کی حدِ نہ معلوم کا معلوم حسینؑ
عشق وہ راز ہے جس راز کا مکتوم حسینؑ

لوحِ محفوظ ہے یا عرشِ الٰہی ہے یہ دل
یہی کافی ہے کہ اِس دل پہ ہے مرقوم حسینؑ

کیا کہوں کب سے ہے برپا فیہ کوں کی لے میں
بزمِ کُن میں ترا ماتم مرے مظلوم حسینؑ

دل دھڑکتا ہے کہ بجتی ہے یہ نوبت تیری
تُو وہ حاکم ہے یہ دل جس کا ہے محکوم حسینؑ

بے نیازی کو مِرے عشق کی دے بے خطری
کر مجھے عشق پہ قائم مِرے قیّوم حسینؑ

ذبح کرنے کے لئے حرص و ہوا کفر و شرک
ذبح ہونے کے لئے ایک ہی حلقوم حسینؑ

بے نیاز حسینؑ

ہر اک پہ کیسے کھلے ہے خدا کا راز حسینؑ
مُراد جس سے حقیقت ہے وہ مجاز حسینؑ

اُس ایک سجدۂ بنیادِ لا الٰہ کی قسم
خدا کی ساری خدائی کا ہے جواز حسینؑ

سما گیا قدِ توحید جس کے قامت میں
وہ قلزمِ خودی و قامتِ دراز حسینؑ

طواف جس کا کرے قبلۂ حرم وہ حریم
جسے نماز کرے سجدہ وہ نماز حسینؑ

یہی کہ آئینۂ انعکاسِ نورِ خدا
یہی کہ نورِ خدا کا ہے ارتکاز حسینؑ

سوال پر ہوں خدا و نبیؐ جہاں خاموش
عطا کرے جسے جو چاہے بے نیاز حسینؑ

وہ کبریائیِ معبود کا ہے کبر نویدؔ
کہ بے نیازیِ معبود کا ہے ناز حسینؑ

حسینؑ وارث ہے

سنو! خُدا و خودی کا حسینؑ وارث ہے
لوائے مصطفویؐ کا حسینؑ وارث ہے

ہیں یعنی وارثِ ہر دو جہاں نبیؐ و علیؑ
مگر نبیؐ و علیؑ کا حسینؑ وارث ہے

وہ جس کا کوئی بھی وارث نہیں زمانے میں
قسم خُدا کی اُسی کا حسینؑ وارث ہے

غمِ حُسینؑ کو دِل سے لگا کے دیکھ ذرا
تِری ہر ایک خوشی کا حسینؑ وارث ہے

تُو آنسوؤں کی لگا کر سبیل دیکھ ذرا
کہ تیری تشنہ لبی کا حسینؑ وارث ہے

تُو سانس روک کے شیشہ گری میں رہ مصروف
کہ تیری شیشہ گری کا حسینؑ وارث ہے

لگ اپنی راہ ہمیں در بہ در ہی رہنے دے
ہماری در بہ دری کا حسینؑ وارث ہے

تُم اہلِ مکر رہو اپنے مکر میں مصروف
ہماری سادہ دلی کا حسینؑ وارث ہے

اثر تلاش کرو تُم دُعا میں اپنی نویدؔ
ہماری بے اثری کا حسینؑ وارث ہے

حسینؑ شافی حسینؑ کافی

حسینؑ شافی حسینؑ کافی حسینؑ کا اِسم ہر شفا ہے
حسینؑ ازل ہے حسینؑ ابد ہے وہ ابتداء ہے وہ انتہاء ہے

سمجھ کے واجب خدا بھی تجھ پر درود و تسبیح کررہا ہے
حسینؑ تو نے جو کرکے سجدہ خدا، خدا کو بنادیا ہے

بنا کے ابرو بنا کے پلکیں بنا کے چہرہ بنا کے آنکھیں
خدا نے خود کو ہے جس میں دیکھا حسینؑ ہی تو وہ آئنہ ہے

رسولؐ ناقہ مہار زلفیں سواری دیکھیں سوار دیکھیں
رخِ نبوت اُدھر ہی ہوگا حسینؑ تیری جِدھر رضا ہے

کسی نے اِس میں وجود دیکھا کسی نے اِس میں شہود پایا
ترا جلایا ہوا دیا ہے جو اِس سرائے میں جل رہا ہے

کلام کا یہ دوام سارا رکوع و سجدہ قیام سارا
نویدؔ کا یہ نظام سارا حسینؑ سرکار کی عطا ہے

مگر حسینؑ ایک ہے

سبھی شہید معتبر مگر حسینؑ ایک ہے
بُلند ہیں سبھی کے سَر مگر حسینؑ ایک ہے

ہیں سب کے سب حَسِین تر ہیں سب کے سب مہ وقمر
سبھی ہیں مرکزِ نظر مگر حسینؑ ایک ہے

کُھلا ہوا ہر اک کا در ہر اک دعا ہر اک اثر
سخی ہے یوں تو گھر کا گھر مگر حسینؑ ایک ہے

ہیں حق نگاہ و حق نگر جری، دلیر، شیر، نر
سبھی گرے ہیں موت پر مگر حسینؑ ایک ہے

ہے کوئی علم کا نگر تو کوئی اُس نگر کا در
ہے منتخب یہ گھر کا گھر مگر حسینؑ ایک ہے

لُٹا نہیں ہے کس کا گھر کٹا نہیں ہے کس کا سر
سبھی ہیں خوں میں تر بہ تر مگر حسینؑ ایک ہے

سبھی ہیں حق سے باخبر سبھی ہیں دین کی سپر
سبھی ہیں اِس محاذ پر مگر حسینؑ ایک ہے

سبھی یزیدِ در بہ در ہوئے ہیں خاک سر بہ سر
لکھا ہے اب بھی عرش پر مگر حسینؑ ایک ہے

نویدؔ سارے بحر و بر نویدؔ سارے خشک و تر
یہ کہہ رہے ہیں نوحہ گر مگر حسینؑ ایک ہے

لاالہٰ الااللہ

حسینؑ قلب ہے جاں لا الہٰ الا اللہ
جہاں حسینؑ وہاں لا الہٰ الا اللہ

تیرے ہی ''لا'' نے کیا ہے ''الہٰ'' کو قائم
تیری ''نہیں'' سے ہے ہاں لا الہٰ الا اللہ

وہ استغاثہ جو حرفِ اذاں کی گونج میں ہے
وہ ہے اذاں کی اذاں لا الہٰ الا اللہ

زبانِ خشک سے وہ نفسِ مطمئن کا خطاب
اور اُس پہ طرزِ بیاں لا الہٰ الا اللہ

کُھلا ہوا ہے یہ پرچم کراں سے تابہ کراں
کراں سے تابہ کراں لا الہٰ الا اللہ

زبانِ خشک پہ ہر لمحہ ہے حسینؑ حسینؑ
اِسی سے تر ہے زباں لا الہٰ الا اللہ

سنو کہ حلقِ بریدہ سے نفسِ قرآں نے
کہا بہ نوکِ سناں لا الہٰ الا اللہ

صدائے حَلقِ بُریدہ پہ دَم ہمَہ لبیک
ہجومِ نعرہ زناں لا الہٰ الا اللہ

ہُوا کرے ہے جو بت گر سیاستِ ابلیس
ہے ضربِ بُت شکناں لا الہٰ الا اللہ

ہوئے زمان و مکاں عشق گریہ ناک میں غرق
ہے سیلِ اشکِ رواں لا الہٰ الا اللہ

لکھا ہوا ہے پھریرے پہ جس کے نامِ حسینؑ
نویدؔ ہے وہ نشاں لا الہٰ الا اللہ

لم یلد ولم یولد

حسینؑ ہے اَحَدِ لم یلد ولم یولد
حسینؑ ہے صمدِ لم یلد ولم یولد

حسینؑ جلوہ نما لا سے تا بہ الااللّٰہ
حسینؑ ہے سندِ لم یلد ولم یولد

حسینؑ ہی ہے گُلِ لا الہٰ الا اللّٰہ
حسینؑ ہے سبدِ لم یلد ولم یولد

حسینؑ ہے ازلِ کائناتِ کُن فیہ کون
حسینؑ ہے ابدِ لم یلد ولم یولد

حسینؑ ہی سے تو ممکن ہوا شمارِ صفات
حسینؑ ہے عددِ لم یلد ولم یولد

حسینؑ نور فشاں ہے اَحد سے تا بہ صَمد
حسینؑ ہے جسدِ لم یلد ولم یولد

حسینؑ ہی ہے وجُود و عدَم کا طول و عمُود
حسینؑ ہے بلدِ لم یلد ولم یولد

حسینؑ خالقِ ہر نفسِ مطمئنہ ہے
حسینؑ ہے مددِ لم یلد ولم یولد

حسینؑ عَصر کی کھائی ہوئی قسم کی قسم
حسینؑ تا بہ حَدِ لم یلد ولم یولد

حسینؑ معرفتِ حق کی انتہاء ہے نویدؔ
حسینؑ ہے خردِ لم یلد و لم یولد

نکتۂ صد معنیِ حسینؑ

آئینہ گرد ہے کہ وہ حیرت کہاں سے لائے
اب ڈھونڈ کر حسینؑ سی صورت کہاں سے لائے

وہ جو لہو کا نقشِ بلاغت ہے خاک پر
اللہ! کوئی ایسی عبارت کہاں سے لائے

دل نے کہا حسینؑ الا اللہ کہہ دیا
اب اِس سے بڑھ کے کوئی شہادت کہاں سے لائے

یہ آنکھ خواب میں بھی نہ کیوں بند ہی رہے
حسرت ہو لاکھ تابِ زیارت کہاں سے لائے

کھل جائے جس پہ نکتۂ صد معنیِ حسینؑ
وہ آنکھ تاب لانے کی ہمت کہاں سے لائے

گو چل رہا ہے مِسترِ مدحت پہ تیز تیز
خامہ انیسؔ جیسی فَصاَحتَ کہاں سے لائے

بنائے الٰہ کہیں اس کو

وہ بے نیامِ غضب سیفِ لا کہیں اُس کو
کہو کہو کہ بنائے الٰہ کہیں اُس کو

نبی دعائے براہیمؑ سے ہیں افضلِ خلق
جو ہو نبیؐ کی دُعا ہائے کیا کہیں اُس کو

لرز رہا ہے مژہ پر جو ایک قطرۂ اشک
کہو کہ شافعِ روز جزاء کہیں اُس کو

وہ ایک منظرِ تیغ و گُلو و نیزہ و دِل
جہاں بھی آئے نظر کربلا کہیں اُس کو

کچھ اتنا سہل نہیں اُس کے نقشِ پا پہ خرام
جو دل بدست ہوں وہ پیشوا کہیں اُس کو

وہ جانِ بُود و نبود و دلِ وجود و عدم
سکوتِ ہست میں شورِ بکا کہیں اُس کو

سما سکے نہ اُسے چشم و آئینہ کے حدود
وہ عشق ہے کہ وہ ہے حُسن کیا کہیں اُس کو

ہَوا ہے جنبشِ مژگاں چراغِ جنبشِ چشم
بجا کہو کہ جو دستِ رَسا کہیں اُس کو

خدا گواہ کہ اِس سے خدا نہیں مقصود
فنا شناس جو غیر از فنا کہیں اُس کو

ہزار خونیں کفن ہیں شہیدِ رنگا رنگ
پر اپنے رنگ میں سب سے جُدا کہیں اُس کو

ہے تیرگی کے مقابل اَزل سے تابہ ابد
چراغِ نُور کہ رَدِّ بلا کہیں اُس کو

وہ زرد روئے سحر سرخ روئے شامِ وِصال
خدا کے عشق میں ہاں مبتلا کہیں اُس کو

مصلے کو کر صفِ ماتم

زمانہ سجدۂ شہؑ میں خدا کے سجدے میں شہؑ
وہ لا الہٰ کہیں پر تُو یا حسینؑ ہی کہہ

وہی ہے مالک و مختارِ مرضیِ داور
خدا سے جو تجھے کہنا ہے وہ حسینؑ سے کہہ

نمازِ عشق، مُصلّے کو کر صفِ ماتم
جو یہ قیام نہیں ہے تو کر مُصلّا تہہ

یہ قطرہ قطرہ مری چشمِ عشق سے نہ ٹپک
جو تو لہو ہے تو پھر شہ رگِ گلُو سے بہہ

صدا حسینؑ کی آتی ہے کربلا سے نویدؔ
کوئی ہو ظُلم پہ چُپ تُو مگر خموش نہ رہ

ترے ناز اٹھائے گا حسینؑ

تُو محمدؐ کے تِرے ناز اٹھائے گا حسینؑ
تیری نعمت کا ہر احسان چکائے گا حسینؑ

میرے نانا کو اگر تُو نے کہا ہے محبوب
ربِّ اکبر! تجھے محبوب بنائے گا حسینؑ

تُو بھی ہمراہِ رضا بِکنے پہ ہوگا مجبور
تہہِ خنجر تری قیمت وہ لگائے گا حسینؑ

تجھ سے مانگے گا ہر اک تیرا طلبگار مجھے
ایسے خود کو ترا مطلوب بنائے گا حسینؑ

تیری معراج کے لائق نہیں مقتل کا نشیب
بول! آئے گا اگر تجھ کو بلائے گا حسینؑ

خدا حسینؑ کے ساتھ

یہ کیا سوال کوئی تھا نہ تھا حسینؑ کے ساتھ
ہے جب بہ صورتِ زینبؑ خدا حسینؑ کے ساتھ

وہی زمان و مکاں سے نکل سکا ہے کہ جو
چلا حسینؑ کے ساتھ اور رُکا حسینؑ کے ساتھ

وہی گلا ہے جو کٹ کر بھی دے صدائے الست
وہی ہے سر جو ہو تن سے جدا حسینؑ کے ساتھ

یہ کربلا کا سفر ہے کہ عرش کا ہے سفر
چلے حسینؑ تو خالق چلا حسینؑ کے ساتھ

کہاں کے ماضیِ و فردا و حال کچھ بھی نہ تھا
مگر وہ ایک زمانہ جو تھا حسینؑ کے ساتھ

بنا ہے خاکِ شفا ہو کے گردِ راہِ حسینؑ
شہید، راہِ خدا بن گیا حسینؑ کے ساتھ

خدا ہی بن گیا خود چہرۂ حسینؑ نویدؔ
خدا ہی بن گیا خود آئنہ حسینؑ کے ساتھ

مقامِ محمود کی صدا ہے

صدا جو ھل من کی آرہی ہے مقامِ محمود کی صدا ہے
یہ استغاثائے سرمدی ہے سنو! یہ معبود کی صدا ہے

مشاہدہ تو یہ کہہ رہا ہے شہود سے تو یہی ہے ظاہر
گلوئے شاہد سے آنے والی دراصل مشہود کی صدا ہے

یہ عصرِ عاشورِ کربلا ہے کہ تم کو مقتل بلا رہا ہے
صدا یہ معلوم کی صدا ہے سنو یہ موجود کی صدا ہے

ادا ہو مستی میں ایک سجدہ کہاں ہے تُو منتظر ہے جلوہ
یہ کربلا ہے مقامِ سدرہ حسینؑ مسجود کی صدا ہے

جسے یہ تلوار دیکھنا ہو خدا کا دیدار دیکھنا ہو
وہ آئے اپنے لہو میں ڈوبے یہ خون آلود کی صدا ہے

یہ قابَ قوسینِ کربلا ہے بس ایک سجدے کا فاصلہ ہے
یہ سدرۃ المنتہیٰ سے ہر دم حسینؑ معبود کی صدا ہے

صدا پہ چُپ تو نہ رہ جواباً نویدؔ لبیک کہہ جواباً
مقامِ محمود کی صدا ہے مقامِ محمود کی صدا ہے

تسبیح

کبریا حسینؑ مرتضیٰؑ حسینؑ مجتبیٰ حسینؑ مصطفی حسینؑ
اولیاء حسینؑ اوصیاء حسینؑ انبیاء حسینؑ معجزہ حسینؑ
ہے بقاء حسینؑ ہے عطا حسینؑ ہے صلہ حسینؑ ہے جزاء حسینؑ
جو کہا حسینؑ جو سنا حسینؑ جو لکھا حسینؑ جو پڑھا حسینؑ
ابتداء حسینؑ انتہاء حسینؑ لا الہ حسینؑ کربلا حسینؑ
کُو بہ کُو حسینؑ سُو بہ سُو حسینؑ، جُو بہ جُو حسینؑ رُو بہ رُو حسینؑ
گفتگو حسینؑ آرزو حسینؑ جستجو حسینؑ مَیں کا تُو حسینؑ
حوصلہ حسینؑ نقشِ پا حسینؑ راستا حسینؑ رہنما حسینؑ
راستی حسینؑ سادگی حسینؑ عاجزی حسینؑ تازگی حسینؑ
آگہی حسینؑ روشنی حسینؑ زندگی حسینؑ بندگی حسینؑ
قائمہ حسینؑ فیصلہ حسینؑ، نظریہ حسینؑ زاویہ حسینؑ
آسماں حسینؑ سائباں حسینؑ کہکشاں حسینؑ گلستاں حسینؑ

ہے زماں حسینؑ ہے مکاں حسینؑ ہے نہاں حسینؑ ہے عیاں حسینؑ
آئینہ حسینؑ رونما حسینؑ کاشفہ حسینؑ ظاہرہ حسینؑ
ہے اَحد حسینؑ ہے صَمد حسینؑ ہے اَبد حسینؑ ہے عَدد حسینؑ
ہے مَدد حسینؑ ہے سَند حسینؑ ہے خِردَ حسینؑ ہے بَلد حسینؑ
منطقہ حسینؑ مرکزہ حسینؑ تذکرہ حسینؑ مرحبا حسینؑ
حیرتیں حسینؑ حکمتیں حسینؑ جرأتیں حسینؑ نسبتیں حسینؑ
آیتیں حسینؑ سورتیں حسینؑ نعمتیں حسینؑ رحمتیں حسینؑ
انما حسینؑ ھَل اَتا حسینؑ قُل کفا حسینؑ لافتیٰ حسینؑ
راہبر حسینؑ چارہ گر حسینؑ حق نِگر حسینؑ شیر نر حسینؑ
دشت و در حسینؑ خشک و تر حسینؑ بحر و بر حسینؑ بال و پر حسینؑ
ارتقاء حسینؑ منتہیٰ حسینؑ شہنشاہ حسینؑ بادشاہ حسینؑ
کُن فکاں حسینؑ جاوداں حسینؑ آستاں حسینؑ رازداں حسینؑ
ہے نشاں حسینؑ ہے اذاں حسینؑ ہے جہاں حسینؑ ہے اماں حسینؑ
التجاء حسینؑ آسرا حسینؑ واسطہ حسینؑ سلسلہ حسینؑ

ہے اِدھر حسینؑ ہے اُدھر حسینؑ خوں میں تر حسینؑ عرش پر حسینؑ
باخبر حسینؑ بانظر حسینؑ بابصر حسینؑ بااثر حسینؑ
سامعہ حسینؑ باصرہ حسینؑ ذائقہ حسینؑ شامہّ حسینؑ
جو ہے اب نویدؔ جو ہے جب نویدؔ جو ہے تب نویدؔ جو ہے سب نویدؔ
زیرِ لب نویدؔ روز و شب نویدؔ ہے جو رب نویدؔ ہے جو سب نویدؔ
جاگتا حسینؑ دیکھتا حسینؑ بولتا حسینؑ جانتا حسینؑ

جلتا رہے گا میرا دیا

خنجر تلے یہ شہہ نے کہا میں حسینؑ ہوں
مرضی خدا کی میری رضا میں حسینؑ ہوں

سجدے میں اپنی روح کو پاتا ہوں میں سُبک
او شمر! تیز بڑھ مِری جانب نہ رک نہ رک
خنجر گلُو پہ میرے چلا میں حسینؑ ہوں

کر دے جُدا سرِ پسرِ نائبِ رسولؐ
لے تو بھی کر کے دیکھ لے یہ کوششِ فضول
تجھ پر ابھی نہیں ہے کُھلا میں حسینؑ ہوں

تجھ پر کھلے گا کون ہے شبیرؑ بعدِ عصر
پلٹے گا تیری سمت ترا تیر بعدِ عصر
ہوگا وہی جو میں نے کہا میں حسینؑ ہوں

چاہوں ابھی سروں سے میں ٹکرا دوں آفتاب
دریامِرے اشارے سے بن جائے سیلِ آب
مٹھی میں بند کرلوں ہَوا میں حسینؑ ہوں

ہونے سے میرے صبح ہے ہونے سے میرے شام
بجھ جائیں گے جہان کے آتش کدے تمام
جلتا رہے گا میرا دیا میں حسینؑ ہوں

یہ آج کا یزید ہے کیا کل کے سب یزید
لے لے کے تیغِ ظلم بڑھیں جس قدر مزید
مجھ کو نہ کرسکیں گے فنا میں حسینؑ ہوں

سن لو کوئی بھی دَور ہو میرا ہی ہے وہ دَور
سن لو کہ جیسے جیسے یہ گزرے گا وقت اور
گونجے گی اور میری صَدا میں حسینؑ ہوں

یوں تو ہے ہر شہید شہیدِ ہزار رنگ
کَل بھی رہے گی میری شہادت پہ عقل دَنگ
مجھ سا نہ ہوگا خونیں قبا میں حسینؑ ہوں

جس نے نوید روند دیا تخت و تاجِ شام
شبیرؑ کی بہن ہے جو اُس پر مِرا سلام
بعدِ حسینؑ جس نے کہا میں حسینؑ ہوں

قیامِ حسینؑ

لگا ہے دشت میں جو خیمۂ قیامِ حسینؑ
ہے کون جس کے لیے ہے یہ اہتمامِ حسینؑ

دہک رہا ہے جو اُس منتقم کے سینے میں
تو کیا وہ زخم بھی بھر دے گا انتقامِ حسینؑ

بتا گئی ہے حقیقت عمل کی نیتِ حرؑ
کہ ایک لمحے میں پوشیدہ ہے دوامِ حسینؑ

یہ بڑھ رہے ہیں جو حرص و ہوا کے تیر لیے
انہیں خبر ہی نہیں صبر ہے حُسامِ حسینؑ

یہ راز فاش کرے جس پہ چاہے مالکِ زار
کہ ایک نقطے میں مستور ہے کلامِ حسینؑ

سلام بھیجتے ہیں سب حسینؑ پر لیکن
غلامِ حُر ہے ترے واسطے سلامِ حسینؑ

جہانِ حسینؑ

اُسے خبر ہے جسے مل گیا نشانِ حسینؑ
اِسی مکاں میں ہے موجود لامکانِ حسینؑ

اگر ملے تجھے توفیق حُر کی آنکھ سے دیکھ
اِسی جہان کے پردے میں ہے جہانِ حسینؑ

اِسی سبب ہی تو پیوست ہیں شہود و وجود
جھکا ہُوا ہے زمیں پر جو آسمانِ حسینؑ

کلام کرتی ہے وہ دل سے دل کے لہجے میں
زبان کی کہاں محتاج ہے زبانِ حسینؑ

ہزار شور اٹھایا گیا بہ نامِ خدا
دبا سکیں نہ اذانیں مگر اذانِ حسینؑ

رواں دواں ہے صدا پر صدا لگاتا ہوا
ازل ابد کا تسلسل ہے کاروانِ حسینؑ

خدا دیا حسینؑ نے

بشر کو اپنی شکل میں خدا دیا حسینؑ نے
شہود کو وجود سے مِلا دیا حسینؑ نے

ملا کے ''مَیں'' مِلا کے ''تُو'' مِلا کے جَون کا لہو
خمیرِ خاک کو شفا بنا دیا حسینؑ نے

ہُوا وہ محرمِ خودی ہُوا وہ مستِ بے خودی
جسے بھی جامِ سرمدی پلا دیا حسینؑ نے

یہ اولیا سے پوچھ لو یہ خود خدا سے پوچھ لو
خدا کو دے کے جاں خدا بنا دیا حسینؑ

ہزار بن گئے خفی ہزار بن گئے جلی
خزانہ جو الست میں لُٹا دیا حسینؑ نے

بجھے تو ہے بقا کی صبح جلے تو ہے فنا کی رات
جو کربلا کی رات کو دیا، دیا حسینؑ نے

بڑھا کے ہر دیے کی لَو چڑھا کے ہر دیے کی لَو
دیے کی لَو کو صُبح سے مِلا دیا حسینؑ نے

بنا دیا نویدؔ کو فقیر و سالک و ملنگ
اور اُس کے دل کو کربلا بنا دیا حسینؑ نے

انتہائے خونِ حسینؑ

وہی بتائے کہ جو ہے گدائے خونِ حسینؑ
بھرا ہے کس نے پیالہ سوائے خونِ حسینؑ

کوئی کلیم! کہ روشن ہے آگ کا خیمہ
یہ آرہی ہے مسلسل صدائے خونِ حسینؑ

جہاں ہیں چاک گریباں الست و یوم الدین
خدا کا ایک ہی نوحہ ہے ہائے خونِ حسینؑ

جو اِس لہو کو بنائے الہٰ کہتے ہیں
وہ یہ بتائیں کہ کیا ہے بِنائے خونِ حسینؑ

نقابِ سرخ ہے یہ کون رُخ پہ ڈالے ہوئے
خدا کا نور ہے یا ہے ضیائے خونِ حسینؑ

وہ کون ہوگا مجھے دیکھنا ہے محشر میں
کسی کے تن پہ تو ہوگی قبائے خونِ حسینؑ

ہے ابتدا کا کرشمہ بنائے الا للہ
کوئی بتاؤ مجھے انتہائے خونِ حسینؑ

ارادہ حسینؑ ہے

پنہاں ہے جس میں حُسن وہ پیدا حسینؑ ہے
جو سَر میں عشق کے ہے وہ سودا حسینؑ ہے

یہ ہے ، وجود جس نے دیا ہے شہود کو
اللہ ہے جو لفظ تو معنیٰ حسینؑ ہے

جس میں حضور و غیب ہیں گم ''لا'' سے تا ''الہ''
''ہے'' اور ''نہیں'' کے بیچ وہ نقطہ حسینؑ ہے

تجھ پر کھلے گا عالم ''کن'' سے گزر کے دیکھ
مکتوم ہے جو 'کُن' میں ارادہ حسینؑ ہے

اس راہ میں سوال سے پہلے ہے ترکِ سَر
کرنا سوال بنتا ہے پھر کیا حسینؑ ہے

ظاہر حسینؑ کا

ہے غیبِ غیب اصل میں حاضر حسینؑ کا
ظاہر کہاں ہے چھپنا ہے ظاہر حسینؑ کا

تُو صیدِ ہست و نیست ہے اِس قید سے نکل
کیا ڈھونڈتا ہے اوّل و آخر حسینؑ کا

قہار کو غرور ہے گر اپنے قہر پر
کرتا ہے ناز صبر پہ صابر حسینؑ کا

حد ہے کہ بے نیازی بھی رکھے نہ اپنے پاس
آئے عطا جو کرنے پہ ناصر حسینؑ کا

باطن خدا کا ہے وہ حقیقت میں اے نویدؔ
جس کو سمجھ رہا ہے تو ظاہر حسینؑ کا

صدا یا حسینؑ کی آئے

عبادتوں سے صدا یاحسینؑ کی آئے
ریاضتوں سے صدا یاحسینؑ کی آئے

یہ جان لینا کہ اب دل میں بس گئے ہیں حسینؑ
جو دھڑکنوں سے صدا یا حسینؑ کی آئے

یہ جان لینا ہے خیر العمل تمھارا عمل
جو نیتوں سے صدا یاحسینؑ کی آئے

یہ جان لینا کہ ہو راہِ مستقیم پہ تم
جو جرأتوں سے صدا یاحسینؑ کی آئے

یہ جان لینا کہ تم راہِ صدق پر ہو کہ جب
صداقتوں سے صدا یاحسینؑ کی آئے

یہ جان لینا میسّر ہوا تمہیں دیدار
جو حیرتوں سے صدا یاحسینؑ کی آئے

یہ جان لینا کہ قرآں اتر گیا دل میں
جو قرأتوں سے صدا یاحسینؑ کی آئے

یہ جان لینا کہ ہے وقتِ انتقام نویدؔ
جو خنجروں سے صدا یاحسینؑ کی آئے

تصوّر حسینؑ کا

تصویر ہے خدا کی تصوّر حسین کا
حیرت کو آپ خود ہے تحیّر حسین کا

چہرے کی آب و تاب ہو کیسے بیاں کہ جب
توحید کی چمک ہے لیے دُر حسینؑ کا

صدیاں گزر گئیں نہ کھلا کربلا کا راز
یہ راز گر کھلے تو کھلے حُر حسینؑ کا

توحید کے خلا کو کیا پُر حسینؑ نے
پر آج تک خلا نہ ہُوا پُر حسینؑ کا

پہلے بھی اور بعد میں بھی سُر لگے ہزار
لیکن کوئی لگا نہ سکا سُر حسینؑ کا

منقبت

یہی ہے عشق ہمارا کہ بین کر رہے ہیں
یہی ہے کام کہ بس یا حسین کر رہے ہیں

اُسے سمجھنے کو درکار ہے نیابتِ حُرؑ
جو بات ہم سے شہہؑ مشرقین کر رہے ہیں

وہاں وہی ہیں وہی جانتے ہیں وہ ہیں کہاں
جہاں پہ سجدہ شہہؑ قبلتین کر رہے ہیں

غمِ حسینؑ کی حسرت میں ہیں جو سر گرداں
وہی سکون میں ہیں بس وہ چین کر رہے ہیں

ادائے اجرِ رسالتؐ کے بعد اُن سے بھی مِل
نویدؔ ادا کہ جو اجرِ حسینؑ کر رہے ہیں

زمانہ ہے حسینؑ

وقت کی حد سے پرے تیرا زمانہ ہے حسینؑ
لا مکاں سے بھی اُدھر تیرا ٹھکانا ہے حسینؑ

کون ہے جس سے بر آمد ہوئی وحدت اے دل
کنز ہے، کان ہے ، معدن ہے ، خزانہ ہے حسینؑ

منعکس ہیں ترے چہرے سے بہتّر چہرے
کربلا کیا ہے ترا آئنہ خانہ ہے حسینؑ

میری تشکیل ہے کیا اور مِری تکمیل ہے کیا
خود سے مِلنا ہے حسینؑ اور تجھے پانا ہے حسینؑ

عشق کی راہگزر پر ہمہ دم تیز قدم
جس کو دیکھا تری جانب ہی روانہ ہے حسینؑ

اور کیا تیرے فقیروں کی یہاں آب و غذا
پیاس ہی پینا ہے اور بھوک ہی کھانا ہے حسینؑ

منقبت

زمانے والو کرو سب کے دل کے چین کی بات
علیؑ کی بات کرو یا کرو حسینؑ کی بات

ہر ایک ذکر کی ہے انتہا علیؑ کا ذکر
ہر ایک بات کی ہے ابتدا حسینؑ کی بات

بس اک تسلسلِ کُن ہے ہر ایک عالم میں
یہ ھُو کی بات نہیں ، ہے یہ عالمین کی بات

تمام سمتیں ہیں اِس ایک سمتِ غیب میں گُم
ہے مشرقین کی بات اور نہ مغربین کی بات

ہر ایک غم سے تری جان چھوٹ جائے گی
نویدؔ غور سے سُن عاشقِ حسین کی بات

''لا'' حسینؑ کا ہے

خدا سے پوچھ ہے کیا اُس کا کیا حسینؑ کا ہے
جو ہے الہٰ سے پہلے وہ ''لا'' حسینؑ کا ہے

بچی ہے جو تہہِ خنجر خدا کی ہے توحید
کٹا ہے جو تہہِ خنجر گلا حسینؑ کا ہے

بقا سے پوچھ کبھی اور فنا سے پوچھ کبھی
بچا خدا کا ہے کیا کیا لُٹا حسینؑ کا ہے

کُھلے تو کیسے یہ پیوستِ شہود و وجود
خدا کا چہرہ ہے یا آئنہ حسینؑ کا ہے

زندگی کیا ہے

چلو حسینؑ سے پوچھیں کہ زندگی کیا ہے
خدا ہے کون؟ خودی کیا ہے ، بے خودی کیا ہے

چلو حسینؑ سے پوچھیں کہ زندگی کیا ہے

ہیں کیا وجود و عدم اور کیا ہیں موت و حیات
کہیں تو کس کو تغیّر کہیں تو کس کو ثبات
ہیں کیا فنا و بقا ہستی نیستی کیا ہے
چلو حسینؑ سے پوچھیں کہ زندگی کیا ہے

کُھلیں گی کیسے زمان و مکاں کی زنجیریں
زمیں کے پیروں میں ہیں آسماں کی زنجیریں
ہے کیا بلندیِ پرواز بے پری کیا ہے
چلو حسینؑ سے پوچھیں کہ زندگی کیا ہے

قیام جس کا ہے در اصل ماورائے حیات
جو سجدہ دیتا ہے سجدوں سے آدمی کو نجات
چُھپی ہے جس میں خدائی وہ بندگی کیا ہے
چلو حسینؑ سے پوچھیں کہ زندگی کیا ہے

بشر کی عقل پہ اب تک ہُوا نہ راز یہ فاش
وہ آگہی بھی ہے کیا جس کی ہے بشر کو تلاش
بشر کو ڈھونڈتی ہے جو وہ آگہی کیا ہے
چلو حسینؑ سے پوچھیں کہ زندگی کیا ہے

ہر ایک شب کو دیا خیمۂ اماں جس نے
بھرا وجود سے لاہوت و لا مکاں جس نے
دیے نے بجھ کے جو کی ہے وہ روشنی کیا ہے
چلو حسینؑ سے پوچھیں کہ زندگی کیا ہے

وہ درد کیا ہے جو خود ہی دوا میں ڈھل جائے
وہ بھوک کیا ہے کہ جو بھوک ہی نگل جائے
جو پیاس کو ہی بجھا دے وہ تشنگی کیا ہے
چلو حسینؑ سے پوچھیں کہ زندگی کیا ہے

مَیں خود ہی موت کو جا لوں کہ انتظار کروں
یہ سوچتا ہوں کہ کیا راہ اختیار کروں
ہے کیا حیات کا غم موت کی خوشی کیا ہے
چلو حسینؑ سے پوچھیں کہ زندگی کیا ہے

خدا جو حرص و ہَوا کو بنائے پھرتا ہے
جو خود کو موت کی جانب ہنکائے پھرتا ہے
غلام نفس کا ہے جو وہ آدمی کیا ہے
چلو حسینؑ سے پوچھیں کہ زندگی کیا ہے

ہر ایک موڑ پہ ہوں جب سگانِ دیر و حرم
کدھر نہ جائے کدھر جائے بندۂ آدم
جو بے دروں کے لیے ہے وہ آشتی کیا ہے
چلو حسینؑ سے پوچھیں کہ زندگی کیا ہے

خدا کی جس پہ ہے لعنت تو کیا وہ مردہ نہیں
سلام جس پہ وہ بھیجے تو کیا وہ زندہ نہیں
حیات و موت کا مفہومِ واقعی کیا ہے
چلو حسینؑ سے پوچھیں کہ زندگی کیا ہے

کسے ہے اِس کی خبر کون یہ بتائے گا
ہیں کس میں تاب و جگر کون یہ بتائے گا
نویدؔ کون ہے؟ اور اُس کی شاعری کیا ہے
چلو حسینؑ سے پوچھیں کہ زندگی کیا ہے

جمالِ حسینؑ

احد کی طرح سے ممکن نہیں مثالِ حسینؑ
خدا کا نُور بھی در اصل ہے جمالِ حسینؑ

شمار ایک کا لاحدّ و لا شمار ہے جب
حدِ خیال میں آئے گا کیا خیالِ حسینؑ

اٹھا لے سر پہ وہ تنہائی بارِ یکتائی
عطا کرے جسے کچھ اپنا حال حالِ حسینؑ

جو لا سے تا بہ الہٰ کا ہے درمیان حسینؑ
سوا حسینؑ کے پھر اور کیا مآلِ حسینؑ

کیا ہے وحی قلندرؒ نے جو مِرے دل پر
مرا صحیفہ نہیں کچھ بجز مقالِ حسینؑ

جو آرہی ہے دمادم صدائے کن فیہ کوں
حقیقتاً وہ قلندرؒ کی ہے دھمالِ حسینؑ

قبلتین

نویدؔ قبلہ گہِ قبلتین کو دیکھا
خدا کو دیکھا جو میں نے حسینؑ کو دیکھا

اُسی کا جلوہ ہی جلوہ نما نظر آیا
جو مشرقین کو جو مغربین کو دیکھا

بنا کے آئنہ جلوہ نمائی کی خاطر
خدا نے خود کو جو دیکھا حسینؑ کو دیکھا

جب آنکھ بند کی مجھ کو خدا نظر آیا
جب آنکھ کھولی تو میں نے حسینؑ کو دیکھا

خدا سے ملنے کی حسرت نہیں رہی دل میں
نگاہِ عشق نے ایسا حسینؑ کو دیکھا

حسینؑ لکھ دیا ہے

ہر آن دل کے دھڑکنے کو چین لکھ دیا ہے
خدا نے دل پہ ہمارے حسینؑ لکھ دیا ہے

وہی قلم ہے وہی لوح ہے وہی تحریر
وہ مشرقین ہے وہ مغربین لکھ دیا ہے

جو دیکھا میں نے اُسے مالکِ رضائے خدا
خدا تھا لکھنا جہاں واں حسینؑ لکھ دیا ہے

نہ کچھ بڑھایا اُسے اور نہ کچھ گھٹایا اسے
خدا لکھا تو اُسے بین بین لکھ دیا ہے

خدا کو لکھنا تھا تفصیل کُن کا سرنامہ
سو نیچے کُن لکھا اوپر حسینؑ لکھ دیا ہے

تفصیل

حسینؑ اپنی صفت میں خدا کی ہے تفصیل
یہ ہے الٰہ کی تفصیل ‘‘لا’’ کی ہے تفصیل

مگر یہ اُس کو خبر ہے جسے ملی ہے بقا
یہ تیرا عشق نہیں ہے فنا کی ہے تفصیل

ہے اِس سرے پہ خدا اور اس سرے پہ حسینؑ
یہ ابتدا کی ہے وہ انتہا کی ہے تفصیل

ہے اختصار میں یہ سیلِ گریۂ سجادؑ
نہ پوچھ مجھ سے کہ کیا کربلا کی ہے تفصیل

تری نگاہ نے ‘‘میں’’ کو بدل دیا ‘‘تو’’ سے
یہ اک نگاہ میں تیری عطا کی ہے تفصیل

زیارت حسینؑ کی

تھا آئینہ خدا کا کہ صورت حسینؑ کی
کثرت بھی دیکھتی رہی وحدت حسینؑ کی

اقراء ہے جس کا اذن اشارہ ہے جس کا قُل
اُس فاطمہ پہ اتری ہے آیت حسینؑ کی

جس طرح وصفِ ذاتِ خدا ہے حجاب میں
ظاہر ابھی ہوئی نہیں قدرت حسین کی

تقسیم کر رہا ہے جہاں کو جو نعمتیں
ہے خاص اُس کے واسطے نعمت حسینؑ کی

جس کا سبب ہے موجبِ تزکیۂ نفوس
وہ علم وہ کتاب ہے حکمت حسین کی

خود کو بنا کے آئنہ عشقِ حسینؑ میں
اللہ کر رہا ہے زیارت حسینؑ کی

منقبت

مانا ہے گر کسی کو تو مانا حسینؑ کو
”کرتا ہے میرا کُفر بھی سجدہ حسینؑ کو“

ویسے خُدا کو دیکھا کسی نے نہیں مگر
دیکھا اُسی نے جس نے کہ دیکھا حسینؑ کو

مانا تلاشِ غیب میں کی زندگی تمام
پایا کسی نے کیا جو نہ پایا حسینؑ کو

حرص و ہَوا کی ضرب سے کوئی نہ بچ سکا
بس وہ بچا ہے جس نے پُکارا حسینؑ کو

یہ اور بات مان کے بھی مانتی نہیں
کیا جانتی نہیں ہے یہ دنیا حسینؑ کو

آجائے گا پناہ میں مولا حسینؑ کی
دے گا جو اپنے دل میں ٹھکانا حسینؑ کو

یہ راز حُرؑ کے پاس ہے یہ راز حُرؑ سے پوچھ
کیونکر مِلا خُدا کا ارادہ حسینؑ کو

پہلے درست کیجئے قبلہ جنابِ مَن
کعبے سے پہلے کیجئے قبلہ حسینؑ کو

واللہ چل چُکا ہے کماں سے اک اور تیر
اور تیرا انتظار ہے تنہا حسینؑ کو

سمٹے گی ایک عصر میں جب کربلا نویدؔ
ڈھونڈیں گے حال و ماضی و فردا حسینؑ کو

نہ کوئی مولا حسینؑ جیسا

کوئی نہیں تھا کوئی نہیں ہے کوئی نہ ہوگا حسینؑ جیسا
نہ کوئی آقا حسینؑ جیسا نہ کوئی مولا حسینؑ جیسا

یہ کہہ رہی ہے زمینِ کعبہ یہ کہہ رہی ہے جبینِ قبلہ
نہ کوئی کعبہ حسینؑ جیسا نہ کوئی قبلہ حسینؑ جیسا

یہ سب کے سب ہیں اَحد کا پرتو یہ سب کے سب ہیں صَمد کا پرتو
کسی کی آنکھیں حسینؑ جیسی کسی کا چہرہ حسینؑ جیسا

قسم ہے والعصرِ کربلا کی قسم ہے معبودِ کبریا کی
نہ کوئی تنہا حسینؑ جیسا نہ کوئی یکتا حسینؑ جیسا

صدائے ھل من جو آرہی ہے ازل ابد کو بتا رہی ہے
اذاں نہ کوئی حسینؑ جیسی نہ کوئی سجدہ حسینؑ جیسا

منقبت

ہیں اذاں اور اقامت ہیں حسینؑ اور زینبؑ
ہر عبادت کی عبادت ہیں حسینؑ اور زینبؑ

نصف در نصف انہی سے تو بنا ہے وہ احَد
قدِ توحید کا قامت ہیں حسینؑ اور زینبؑ

یہ رسالت یہ دلایت یہ امامت یہ خدا
جن سے ہے اِن میں حرارت ہیں حسینؑ اور زینبؑ

کُن کی مرضی بھی یہی کن کا ارادہ بھی یہی
یعنی منشا و مشیّت ہیں حسینؑ اور زینبؑ

سرِّ لا سرِّ الہٰ سرِّ خودی سرِّ خدا
یعنی ہر غیب کی غیبت ہیں حسینؑ اور زینبؑ

یہی ناطق یہی ثامت یہی معنی یہی حرف
یعنی آیت ہیں تلاوت ہیں حسینؑ اور زینبؑ

یہی ظاہر، یہی باطن، یہی کُرسی، یہی عرش
یعنی آئینۂ عصمت ہیں حسینؑ اور زینبؑ

یہ ہیں گر ایک تو سمجھو کہ ہے اللہ بھی ایک
یعنی روحِ احدیّت ہیں حسینؑ اور زینبؑ

کربلا قافلۂ کُن کی ہے سالار نویدؔ
ہر زمانے کی قیادت ہیں حسینؑ اور زینبؑ

کر رہا ہے خدا حسینؑ حسینؑ

بند اپنی یہ رَٹ کرو تو سنو
آ رہی ہے صدا حسینؑ حسینؑ

اللہ اللہ کر رہے ہو تم
کر رہا ہے خدا حسینؑ حسینؑ

حاصلِ کن یا حسینؑ

دل کی دھڑکن کر سَماعَت نبض سے سُن یا حسینؑ
مقصدِ کُن یا حسینؑ اور حاصل کُن یا حسینؑ

ایک نوحہ ایک گریہ ایک ماتم ایک غم
ایک ہے سُر ایک ہے لَے ایک ہے دُھن یا حسینؑ

حسینؑ اور نماز

حسینؑ رب کا ہے نورِ پنجم
نماز ہوتی ہے پنجگانہ

نماز میں عجز و انکساری
حسینؑ کی شان فاتحانہ

نماز زیرِ سجودِ احمد
حسینؑ کا عزم راکبانہ

نماز جُھکنے کا ہے طریقہ
حسینؑ اٹھنے کا ہے بہانہ

نماز میں اقتداء ہے واجب
حسینؑ کی فکر قائدانہ

نماز کی شکر انتہا ہے
تو اِس کا مشکور ہے زمانہ

نماز سجدے کی پستیوں میں
حسینؑ کا فعل رافعانہ

نماز ہے باریا عبادت
حسینؑ کا ذکر بے ریا ہے

تو اب بھی مجھ سے یہ پوچھتا ہے حسینؑ کیا ہے نماز کیا ہے

نماز ہے روشنی کی طالب
حسینؑ شمعیں بجھا رہا ہے

نماز لوگوں کو ہے بلاتی ہے
یہ دستِ بیعت اٹھا رہا ہے

نماز کثرت کو چاہتی ہے
یہ شانِ وحدت دکھا رہا ہے

نماز پیچھے ہے مصطفی کے
یہ دوش پر جگمگا رہا ہے

نماز اٹھنے کی منتظر ہے
حسینؑ اِس کو جھکا رہا ہے

نماز قبلے کو ڈھونڈتی ہے
حسینؑ کعبہ بنا رہا ہے

نماز ڈرتی رہی لہو سے
یہ خوں کی مسند بچھا رہا ہے

نماز زندوں کا ہے وظیفہ
حسینؑ مرنا سکھا رہا ہے

نماز ہے کبریا کی طالب
حسینؑ مطلوبِ کبریا ہے

تو اب بھی مجھ سے یہ پوچھتا ہے حسینؑ کیا ہے نماز کیا ہے

نماز کی ابتداء وضو سے
تو اِس کو پانی سے بے نیازی

نماز بندوں کی چارہ جوئی
حسینؑ کا کام کار سازی

نماز کی انتہا طہارت
حسینؑ شہکارِ پاکبازی

نماز کو سوز کی تمنا
حسینؑ کے ذکر میں گدازی

نماز رب کی رضا کی طالب
حسینؑ پر کبریا ہے راضی

نماز مٹی میں سرنگونی
حسینؑ کی شان سرفرازی

نماز محراب کا وظیفہ
حسینؑ میدان کا ہے غازی

نماز کا وقت مختصر ہے
حسینؑ کے کام میں درازی

نماز کشتی نجات کی ہے
حسینؑ کشتی کا ناخدا ہے

تو اب بھی مجھ سے یہ پوچھتا ہے حسینؑ کیا ہے نماز کیا ہے

منقبت

ہُوا ہے روزِ ازل جانے کیا سپردِ حسینؑ
ہُوا خدا کہ ہوئی کربلا سپردِ حسینؑ

سپردِ زینبِ کبرا حسینؑ ہوگئے جب
جہانِ کُن میں تھا جو کچھ ہُوا سپردِ حسینؑ

حوالے زینبؑ و شبیر کے ہُوا کلمہ
سپردِ زینبؑ الااللہ، لا سپردِ حسینؑ

گزر کے خود سے طلب کر حسینؑ کی مرضی
ہُوا خدا کا ہر اک فیصلہ سپردِ حسینؑ

کہاں کے باطن وظاہر کہاں کے غیب وحضور
کہ اپنا جلوہ خدا نے کیا سپردِ حسینؑ

یونہی نہیں شہہؑ دیں نے اٹھائی ہے بیعت
ہُوا ہے آج ہر اک سلسلہ سپردِ حسینؑ

ہر اک زمانے کو درپیش حرؑ کی تھی مشکل
اِسی لیے ہُوا یہ مرحلہ سپردِ حسینؑ

اِدھر چراغ بُجھا خیمۂ شہہ دیں میں
اُدھر ہُوا مِرا ہر مدّعا سپردِ حسینؑ

کسی کے اجر سے یارب مجھے نہیں سروکار
حسینؑ کا ہُوں ہے میری جزا سپردِ حسینؑ

مجھے لگا کہ مجھے مل گئی پناہِ خدا
نویدؔ میں نے جو خود کو کیا سپردِ حسینؑ

منقبت

خدائے عشق کا جب آئینہ حسینؑ ہُوا
وہ اپنے حُسن پہ عاشق ہُوا حسینؑ ہُوا

میں زندگی کے خدا کو تلاش کرنے میں
کچھ ایسا کھویا کہ میرا پتا حسینؑ ہُوا

درِ حسینؑ سے مجھ کو مِلا ہر ایک جواب
یہ ''کیوں'' حسینؑ ہُوا اور یہ ''کیا'' حسینؑ ہُوا

مرے خدا کہاں لے آئی فکرِ ماضی و حال
جو ''ہے'' حسینؑ ہوا اور جو ''تھا'' حسینؑ ہُوا

کُھلے گا اس پہ کہ جس کی نگاہ میں ہے قدیم
ہر اک زمانے میں کیسے نیا حسینؑ ہُوا

وہ کیا تھا پردے کے اندر یہ جانتا ہے وہی
مگر جو پردے سے ظاہر ہُوا حسینؑ ہُوا

میں تھا خیالِ خدا میں یہ کیا ہُوا یارب
جو تھا خیال وہ چہرہ بنا حسینؑ ہُوا

بیاں کی چشم قلندر نے جب حقیقتِ کُن
پھر اور کچھ نہ ہُوا صرف یاحسینؑ ہُوا

حسینؑ کون ہے یہ سوچنا خدا ہے نویدؔ
خدا ہے کون یہی سوچنا حسینؑ ہُوا

منقبت

ہے طاقِ سرمدی تیرا دیا حسینؑ کا عشق
خدا کو کر گیا یعنی خدا حسینؑ کا عشق

میں سوچتا ہوں سنورنے کو تُو کہاں جاتا
اگر نہ ہوتا ترا آئنہ حسینؑ کا عشق

نمو پذیر ہُوا تب وجودِ حُسنِ خدا
حقیقتاً جو مجسم ہُوا حسینؑ کا عشق

جو پوچھا میں نے خدا بن کے تُو نے کیا پایا
بہا کے اشک خدا نے کہا حسین کا عشق

نہ پوچھ مجھ سے کہ میں عاشقوں کا عاشق ہوں
خدا سے پوچھ یہ جا کر ہے کیا حسینؑ کا عشق

خدا کا زخم نہ بھرتا کسی بھی مرہم سے
جو اپنے خوں سے نہ کرتا دوا حسینؑ کا عشق

جہانِ کُن سے یہی چاہیے تھا بس مجھ کو
گزر کے خود سے جو مجھ کو مِلا حسینؑ کا عشق

اگر زباں سے ہُوا کچھ ادا تو ہائے حسینؑ
اگر قلم نے لکھا کچھ لکھا حسینؑ کا عشق

اگرچہ ایک ہی روداد سب نے کی ہے بیاں
مگر نویدؔ جو تجھ سے سُنا حسینؑ کا عشق

صرف یاحسینؑ

ہے حرفِ لاالہٰ میں نہاں صرف یاحسینؑ
ہے بَر لبِ زمان و مکاں صرف یاحسینؑ

ہیں کون شرق و غرب ، شمال و جنوب کون
یعنی کراں سے تابہ کراں صرف یاحسینؑ

تُو سرد و گرمِ کون و مکاں سے گزر کے دیکھ
ہے نوحۂ بہار و خزاں صرف یاحسینؑ

تورات میں، زبور میں، انجیل میں نہاں
قرآں کی آیتوں سے عیاں صرف یاحسینؑ

تفسیر کیا کروں میں خدا کے کلام کی
ہر حرف میں ہُوا ہے بیاں صرف یاحسینؑ

کیا یاحسینؑ میں ہے نہاں حرفِ کُن کا راز
آئی صدا خدا کی کہ ہاں صرف یاحسینؑ

جلوت سے دُور حجلۂ خلوت بسا کے دیکھ
امکان، لَو، چراغ، دھواں، صرف یاحسینؑ

مجھ پر یہی کھلا ہے مگر ہو کے در بہ در
سایہ، نظر، پناہ، اماں، صرف یاحسینؑ

مجھ کو قسم ہے عصر کی وہ دن قریب ہے
ہوگی ہر اک بشر کی زباں صرف یاحسینؑ

تُو ہے کہاں یہ تجھ کو خبر ہوگی اے نویدؔ
مَیں ہُوں جہاں مگر ہے وہاں صرف یا حسینؑ

نماز

گریۂ روح سے عاری ہو تو کسرت ہے نماز
منکر و فحش کے ہو ساتھ تو عادت ہے نماز

شرک ہوتی ہے جو ہو فوجِ یزیدی میں ادا
لشکرِ شہہ میں ادا ہو تو شہادت ہے نماز

عصرِ عاشور یہ دو طرح پڑھی جاتی ہے
اک گلا کاٹتی ہے اک گلا کٹواتی ہے

گریہ

گوشۂ چشم سے نکلے تو ہے یہ اشک شعور
وسط سے چشم کی ٹپکے تو مودّت کا وفور

اشک گر چشم کے بالائی سرے سے اُمڈے
اشکِ غم ہے نہ اٹھا پائے جسے دامنِ طور

بس وہ اک چشم جسے عشق و شعور و غم ہے
کُن کی مختار ہے وہ کُن کی وہی محرم ہے

اسرار ہیں زین العباؑ

منکشف جب تک نہ ہوں اَسرار ہیں زین العباؑ
عبد میں معبود کا اظہار ہیں زین العباؑ

کیسی زنجیریں، کہاں کا طوق ،کیا زنداں کی قید
اختیارِ کُن کے جب مختار ہیں زین العباؑ

تو کسے زنجیر پہنانے چلا ہے بے خبر
جانتا ہے وقت کی رفتار ہیں زین العباؑ

صبر کی طاقت کا اندازہ تجھے ہوجائے گا
ظلم تیرے سامنے اِس بار ہیں زین العباؑ

جو نہ نکلی نیام سے کرب و بلا کے دشت میں
صبر کے لشکر کی وہ تلوار ہیں زین العباؑ

جس پہ درباری اذانیں بھی نہ غالب آ سکیں
ناتوانی میں بھی وہ گفتار ہیں زین العبؑا

جانے کیا گزری ہے اُن پر شام کے بازار میں
خود ہی نوحہ خود ہی ماتمدار ہیں زین العبؑا

ہیں مسیحا کے خدا اِس راز کو سب سے نویدؔ
راز رکھنے کے لئے بیمار ہیں زین العبؑا

رمزِ لا الٰہ کیا ہے

بتا اے گریۂ عابدؑ کہ رمزِ لا الٰہ کیا ہے
سرِ شبیرؑ کیا ہے اور زینبؑ کی ردا کیا ہے

ردا لٹنے سے لے کر حرفِ الااللہ بچنے تک
علیؑ جانے لٹا کیا ہے خدا جانے بچا کیا ہے

جواب اِن کا حسینؑ ابنِ علیؑ میں مل گیا مجھ کو
ازل کیا ہے ابد کیا ہے خودی کیا ہے خدا کیا ہے

خدا کو کردیا جس کے کرم نے لائقِ سجدہ
ہے رب جس کا ہیں ہم اس کے ہمارا پوچھنا کیا ہے

کبھی کانوں میں تیرے گر نہ ہل من کی صدا آئی
تو پھر اے سننے والے یہ بتا تو نے سنا کیا ہے

جو گریہ بن گیا وہ غم ہے کیا اے گریۂ عابدؑ
جو دھڑکن بن گئی دل کی وہ ماتم کی صدا کیا ہے

علیؑ نے میرے کاسے میں فقیری ڈال دی جس دم
نویدؔ اُس دم مرے دل پر کھلا دستِ خدا کیا ہے

روئے موسیٰ کاظمؑ

زمیں پہ شکلِ خدا روئے موسیِ کاظمؑ
رخ نویدؔ بھی ہے سوئے موسیِ کاظمؑ

کِھلا تو فرطِ مسرت سے ہوگیا سب سُرخ
گلاب کو جو ملی بوئے موسیِ کاظمؑ

زماں انہی کا ارادہ مکاں انہی کا اَمر
یہ کُن ہے جنبشِ اَبروئے موسیِ کاظمؑ

طوافِ کعبہ کے مانند ہے طوافِ حَرم
ہے صحنِ عرشِ خدا کُوئے موسیٰ کاظمؑ

وہی تو عرش پہ ہے حوضِ کوثر و تسنیم
ہے فرش پر جو رواں جوئے موسیِ کاظمؑ

اُنھی کے دَر سے ہُوا صدقۂ رَضاؑ جاری
بِنائے جود و سخا خُوئے موسیِٰ کاظمؑ

قیامِ موسیِٰ کاظمؑ ہے گر قیامِ علیؑ
قیامِ سیدہؑ بانوئے موسیِٰ کاظمؑ

کسی نے برسرِ محفل گلاب چھڑکا ہے
کہ آرہی ہے یہ خوشبوئے موسیِٰ کاظمؑ

وحدتَ اللہ غَریبُ الغُربا

آیت اللہ غریب الغربا
حجت اللہ معین الضعفا
تیری ٹھوکر میں فنا ہے تری ٹھوکر میں بقا
ہیں بندھے جنبشِ ابرو سے تری قدر و قضا
قدرت اللہ غریب الغربا
حجت اللہ معین الضعفا

دستِ تُو دستِ عطا دستِ سخا دستِ شفا
دستِ تُو دستِ ولی دستِ نبی دستِ خُدا
بیعت اللہ غریب الغربا
حجت اللہ معین الضعفا

تُو سرِ دہر دلیل و سندِ الا اللہ
تیرا پرچم ہے کُھلا تا بہ حدِ الا اللہ
رایَت اللہ غریب الغربا
حجت اللہ معین الضعفا

اے کہ ظلماتِ الالنور و یا شمسِ شموس
اے کہ نفسوں کے انیس اے کہ شہہِ ارضِ طوس
وحدت اللہ غریب الغربا
حجت اللہ معین الضعفا

اے کے غیض و غضبِ و رُعبِ جلالیِ جلال
چشم موسیٰ ہے ترے در پہ سوالیِ جلال
ہیبت اللہ غریب الغربا
حجت اللہ معین الضعفا

دے کے اُمّت کو دوا درد لیا اپنے لیے
رزق اَمّت کو دیا زہر چُنا اپنے لیے
نعمت اللہ غریب الغربا
حجت اللہ معین الضعفا

حاجیوں کا حرمِ کعبہ میں جاری ہے طَواف
بیکسوں کا حرمِ روضہ میں جاری ہے طواف
کعبۃ اللہ غریب الغربا
حجت اللہ معین الضعفا

پُرسہ دینے تیرے جَد کا تجھے آیا ہے نویدؔ
آنسوؤں کے سوا کچھ بھی نہیں لایا ہے نویدؔ
رحمت اللہ غریب الغربا
حجت اللہ معین الضعفا

کیسا قیدی ہے

نیست کو جس نے ہست کیا ہے
زیست کا بندوبست کیا ہے
خلق کیا ہے جس نے کُن کو
فقر کو جس نے مست کیا ہے
کیسا قیدی ہے

خاک میں نور و نار سموئے
پھر اُس میں افلاک پروئے
عرش و فرش بچھا کر جس نے
سورج، چاند، ستارے، بوئے
کیسا قیدی ہے

موت سے جس نے حیات بنائی
دن کی کوکھ میں رات بنائی
خلق کیا جس نے وحدت کو
جس نے خدا کی بات بنائی
کیسا قیدی ہے

جس نے فقر کے زخم سیے ہیں
عرض و سماء ترتیب دیے ہیں
خود رہ کر زنداں میں مقید
شام و سحر آزاد کیے ہیں
کیسا قیدی ہے

قائمؑ کا قیّوم یہی ہے
لوح یہی مرقوم یہی ہے
کرسی و عرش کا مالک ہے یہ
ہے یہ احد مخدوم یہی ہے
کیسا قیدی ہے

جس نے ہوا کو چلنا سکھایا
جس نے دیئے کو جلنا سکھایا
پر کو عطا پرواز کی جس نے
شام کو جس نے ڈھلنا سکھایا
کیسا قیدی ہے

باندھ دیا زنجیر کو جس نے
قید کیا جس نے زنداں کو
طوق کی گردن جس نے توڑی
اور آزاد کیا انساں کو
کیسا قیدی ہے

لوح و قلم ہیں جس نے سجائے
حرف و عدد ہیں جس نے بنائے
جس نے اسم و جسم بنا کر
آدمؑ کو سب علم سکھائے
کیسا قیدی ہے

پھول کیا جس نے خنجر کو
زہر کو ہے تریاق بنایا
زخم کیا ہے جس نے مرہم
جس نے بنایا دھوپ کو سایہ
کیسا قیدی ہے

کون ہے آخر کس میں سمایا
وہ جانے تُو جانے خدایا
کون ہے وہ جب لکھنے بیٹھا
بس میں نویدؔ اتنا لکھ پایا
کیسا قیدی ہے

حاضر امامؑ

ڈھونڈ شہہ رگ سے بھی قریں ہوں گے
میرے مولاؑ یہیں کہیں ہوں گے

یہ بھی کیا سوچنا کہ ہوں گے کہاں
جہاں ہوگا خدا وہیں ہوں گے

لا زمانی میں ہوں گے جلوہ گر
لا مکانی میں ہی مکیں ہوں گے

وہ نظر آئیں گے ''نہیں'' میں ''ہے''
''ہے'' میں دیکھو گے تو ''نہیں'' ہوں گے

آپ جب بھی کبھی کریں گے ظہور
مسندِ کُن کے شہہ نشیں ہوں گے

خلق اللہ العقل کے معقول
خلق العلم کے اَمیں ہوں گے

لا سکوں تاب تو کہوں کچھ میں
کیا کہوں کس قدر حَسِیں ہوں گے

ہاں وہی نورِ اوّلیں ہیں نویدؔ
ہاں وہی نقشِ آخریں ہوں گے

پردہ اُٹھا

آ مِرے دل میں اُتر، جلوہ دکھا، پردہ اُٹھا
میری آنکھوں میں خدائی جگمگا، پردہ اُٹھا

اے کہ تیری دید کے ہیں منتظر کون و مکاں
خشک و تر کا ہے یہی اک مدّعا، پردہ اُٹھا

اوّل و آخر کا ہر چہرہ تِرے چہرے میں ہے
سلسلہ دَر سلسلہ دَر سلسلہ، پردہ اُٹھا

منتظر میں بھی تو ہوں مقتل میں اُس کے ساتھ ساتھ
منتظر تیری ہے جب سے کربلا، پردہ اُٹھا

اے امیرِ کاروانِ ماضی و فردا و حال
وقت کے ہونٹوں پہ ہے بس یہ صدا، پردہ اُٹھا

کچھ نہ کر پایا ترے دیدار کا میں اہتمام
کرلیا روشن فقط دل کا دیا، پردہ اُٹھا

تیرے جلوے کے لیے بیتاب ہیں ارض و سماء
ہر طرف اک شور ہے، پردہ اُٹھا، پردہ اُٹھا

اے وقت ٹھہر جانا

پردہ وہ اُٹھائے تو اے وقت ٹھہر جانا
جلوہ جو دکھائے تو اے وقت ٹھہر جانا

جب وا ہو نقاب اُس کا اُٹھے جو حجاب اُس کا
وہ سامنے آئے تو اے وقت ٹھہر جانا

جو اوّلِ اوّل ہے جو آخرِ آخر ہے
آواز لگائے تو اے وقت ٹھہر جانا

وہ شمع جلائے تو چل دنیا سوئے مقتل
وہ شمع بجھائے تو اے وقت ٹھہر جانا

پلکیں وہ جھکائے تو ہوجانا رواں لیکن
پلکیں وہ اُٹھائے تو اے وقت ٹھہر جانا

جس کے لیے یہ دنیا تخلیق ہوئی ہے وہ
دنیا میں جب آئے تو اے وقت ٹھہر جانا

حاضر امامؑ کے حضور

نہیں بنتی جو وہ صورت ہوں زمانے کے امامؑ
میں خود اپنے لیے عبرت ہوں زمانے کے امامؑ

شرمساری بھی جسے دیکھ کے شرماتی ہے
اُس گنہگار کی خفت ہوں زمانے کے امامؑ

ٹھوکروں میں سحر و شام پڑا ہوں جس کی
میں ہی وہ پائے حِقارت ہوں زمانے کے امامؑ

ہائے اُس خاکِ ندامت سے میں کس طرح اٹھوں
میں خجالت ہی خجالت ہوں زمانے کے امامؑ

نام اب اپنا انھی ناموں سے یاد آتا ہے
عار ہوں ننگ ہوں تہمت ہوں زمانے کے امامؑ

جس سے سَرمارتا ہوں جس سے جبیں پھوڑتا ہوں
میں ہی وہ سنگِ ملامت ہوں زمانے کے امامؑ

کیسی عزت کا طلبگار تھا میں غرقِ سَراب
کیسی ذلت کی علامت ہوں زمانے کے امامؑ

جو نہ پہچان سکوں ہوں وہ خود اپنی صورت
جو بگڑ جائے وہ رنگت ہوں زمانے کے امامؑ

تب کُھلا پڑگئی جب خود مِرے منہ پر مری خاک
میں خود اپنے لئے لعنت ہوں زمانے کے امامؑ

رونا آتا ہے نہ اب خود پہ ہنسی آتی ہے
بے بسی کی میں وہ حالت ہوں زمانے کے امامؑ

کیسا بے صرفہ مگر صَرف ہوا جاتا ہوں
جبکہ معلوم ہے مُہلت ہوں زمانے کے امامؑ

اپنے بازار کی میں جنسِ سبُک مایہ ہوں
یعنی گرتی ہوئی قیمت ہوں زمانے کے امامؑ

چاٹ جاتا ہے لطافت جو ہر آئینے کی
میں ہی وہ زنگِ کثافت ہوں زمانے کے امامؑ

ہائے کس منہ سے مودّت کا بنوں دعویدار
میں خود اپنے لئے نفرت ہوں زمانے کے امامؑ

سوچتا ہوں کہ اِس عجلت کو سمیٹوں کیسے
خود بکھیری ہوئی فرصت ہوں زمانے کے امامؑ

جس کے زخموں کے لئے آ گہی مرہم نہ ہوئی
میں ہی وہ کشتۂ غفلت ہوں زمانے کے امامؑ

خوابِ بے خوابیِ ہستی ہوں سرِ بسترِ خواب
بے یقینی کی عبادت ہوں زمانے کے امامؑ

جس کے ہنگام سے کھو بیٹھا ہوں میں تابِ سوال
میں ہی وہ شورِ قیامت ہوں زمانے کے امامؑ

امامِ حجتؑ

ہے حمد جس کی محمد یہی وہ حجت ہے
علیؑ ہے جس کا قصیدہ یہی وہ آیت ہے

یہی ہے عُزیٰ سے جو انتقامِ فاطمہؑ ہے
جلال قہر ہے جس کا یہ وہ جلالت ہے

غیاب اِس کا خدا و نبی ولی و امام
حضور اِس کا دلیلِ وجودِ عصمت ہے

ظہور اِس کا ہے قہّار و منتقم کا ظہور
جسے سمجھتے ہو غیبت دراصل مہلت ہے

ہے گیارہ حجتوں کو انتظار بارہویں کا
کہ آنے والے تری منتظر قیامت ہے

دلیل جس کی کہ ہے نصِّ قاطع البرہان
جدا کتاب ہے جس کی جدا شریعت ہے

نویدؔ بارھویں سے لی ہمیشہ میں نے داد
جو داد گیارہ نے دی آج وہ تو نعمت ہے

برّح کا خون

اُسے جلال میں لانے کو خون ہے درکار
برائے خون خِرد کو جنون ہے درکار

بھرا نہیں ہے ابھی کیا پیالۂ غیبت
تجھے اے چشمِ غضب کتنا خون ہے درکار

ہے اِس میں غیبت صغریٰ و غیبتِ کبریٰ
یہ راز وہ ہے کہ جس کو دُرون ہے درکار

ہے جو ولایت و توحید ، امامت و عصمت
ترے فسون میں سب کا فسون ہے درکار

بجا کہ نفسِ ذکیہّ کا ہے وہ خون نویدؔ
وہ جس ظہور کو برّح کا خون ہے درکار

سجدہ درِ زینبؑ کا

کُل میری عبادت ہے سجدہ درِ زینبؑ کا
یعنی ہے یہ سجدہ بھی صدقہ درِ زینبؑ کا

حسرت لیے سجدے کی میں یونہی پھرا کرتا
ملتا نہ اگر مجھ کو کعبہ درِ زینبؑ کا

کم عقل زمانے نے فضہ کو نہیں سمجھا
کیا عقل میں آئے گا رتبہ درِ زینبؑ کا

صدقہ علی اکبرؑ کا جاری ہے یہ کہتا ہے
ہر صبح اذاں ہوتے کُھلنا درِ زینبؑ کا

پڑتی ہی نہیں مجھ پر یہ دُھوپ زمانے کی
پڑتا ہے جو یہ مجھ پر سایہ درِ زینبؑ کا

پرچم مرے غازی کا پہچان ہے اِس دَرِ کی
پرچم کا پھریرا ہے پردہ درِ زینبؑ کا

جاروَب کشی کرکے پلکوں سے ذرا دیکھو
سورج نظر آتا ہے ذرّہ درِ زینبؑ کا

ہوں ماتمی میرا تو قبلہ ہے درِ زینبؑ
شبیرؑ کا روضہ ہے قبلہ درِ زینبؑ کا

جیسے کہ مسافر کو سایہ کہیں مل جائے
ایسے ہی لگا مجھ کو ملنا درِ زینبؑ کا

ہاں اب بھی دہن میں ہے وہ ذائقہ مٹی کا
ہاں اب بھی جبیں میں ہے سجدہ درِ زینبؑ کا

رکھ آیا نویدؔ آنکھیں دہلیز پہ زینبؑ کی
دینا تھا اُسے کچھ تو صدقہ درِ زینبؑ کا

دیا بن گئی زینبؑ

مقتل سے جو نکلی تو دِیا بن گئی زینبؑ
زینبؑ نہ رہی کرب و بلا بن گئی زینبؑ

گو عصر تلک تھی وہ لہو کی طرح خاموش
گونجی تو بہتّر کی صدا بن گئی زینبؑ

جس دن سے مرا کرب و بلا بن گیا کعبہ
قبلے کی قسم قبلہ نما بن گئی زینبؑ

ہر لمحہ کہے جس کو حُسینؑ اپنا ارادہ
میرے لیے وہ رازِ خدا بن گئی زینبؑ

توحید کھلے سَر تھی رِدا اپنی لُٹا کر
اسلام ترے سر کی رِدا بن گئی زینبؑ

ڈھانے کے لئے سطوتِ دربارِ اُمیہ
عباسؑ کے پرچم کی ہَوا بن گئی زینبؑ

جس نے کہیں ماتم کے لیے ہاتھ اٹھائے
اُس کے لیے خود دستِ دُعا بن گئی زینبؑ

جس دن سے نویدؔ اُس نے بچھائی صفِ ماتم
اُس دن سے شَفاعت کی بِنا بَن گئی زینبؑ

کعبہ نظر آتا ہے

آنکھوں سے جو غازی کا رَوضہ نظر آتا ہے
دل سے جو اُسے دیکھو کعبہ نظر آتا ہے

یہ رِزق علیؑ کا ہے میں مانتا ہوں لیکن
پانی مجھے غازیؑ کا صَدقہ نظر آتا ہے

پَردے میں وَفا کے وہ معبود وفا کا ہے
وہ کیسے نظر آئے پردہ نظر آتا ہے

معلوم کی حد سے بھی آگے ہے وہ نامعلوم
معلوم میں وہ مجھ کو قبلہ نظر آتا ہے

مسجود ملائک ہے وہ بابِ حوائج ہے
دیکھو تو جبیں رکھ کر سجدہ نظر آتا ہے

پر کس نے اُسے دیکھا شبیرؑ کی آنکھوں سے
یہ سب کو جو پیاسوں کا سقّا نظر آتا ہے

جب خشک وہ ہوتا ہے بن جاتا ہے لب میرے
جب آنکھ سے بہتا ہے دریا نظر آتا ہے

پانی نے نویدؔ اُس کو پیاسوں کا خدا مانا
پانی ہے کہ یہ اُس کا چہرہ نظر آتا ہے

عباسؑ

غلامِ شاہ ہے آقا مقام ہے عباسؑ
ہے وقت جس کا گدا وہ دوام ہے عباسؑ

ہے یا حسینؑ اقیم الصلوٰۃ کا مطلب
سنو رکوع و سجود و قیام ہے عباسؑ

یہ راز کھل نہیں سکتا کسی پہ جز شب خیز
حسینؑ صبح ہے جس کی وہ شام ہے عباسؑ

امام ہوتا ہے جس طرح سے خدا کی دلیل
اُسی طرح سے دلیلِ امام ہے عباسؑ

سمٹ کے آ گئے جس میں علیؑ کے صبر و جلال
علیؑ کے ناموں میں پہلا وہ نام ہے عباسؑ

نہیں نہیں یہ نہیں تیغِ انتقامِ حسینؑ
امامِ عصرؑ کے پہلو میں نیام ہے عباسؑ

سو چاہیے اُسے قبضہ بھی شاہِ دیں سا نویدؔ
کہ ذوالفقار کے جوہر کا نام ہے عباسؑ

آ گئے غازی

کہا حسینؑ تصوّر میں آ گئے غازیؑ
علم اُٹھایا تو منظر پہ چھا گئے غازی

علم کی بات نہیں تھی فقط خدا کی قسم
علیؑ کی بات تھی وہ جو بنا گئے غازیؑ

پھر اُس کے بعد نہ چاہی کسی نے سیرابی
وہ پیاس تشنہ لبوں کو پلا گئے غازی

تھی ایک خواب خدا و خودی کی یکجائی
سو بن کے خواب کی تعبیر آگئے غازی

کسی کو جب کسی مظلوم نے پکارا کہیں
توسب سے پہلے مدد کرنے آگئے غازی

نویدؔ میں نے جو پوچھا ہے کیا حقیقتِ راز
جواب میں مجھے مجھ سے ملا گئے غازی

احسان خدیجہؑ کا

پڑھتا ہے قصیدہ یہ سبحان خدیجہؑ کا
ہے شُکر بجا لاتا یزدان خدیجہ کا

اِس گوشۂ دامن کے سائے میں رسالت ہے
سائے میں ولایت ہے سائے میں امامت ہے
یہ سایہ ہے وہ سایہ جس سائے میں عصمت ہے
تطہیر کی چادر ہے دامان خدیجہؑ کا

پیروں پہ کھڑے ہونا قدرت نے جہاں سیکھا
کثرت میں عیاں ہونا وحدت نے جہاں سیکھا
ہونٹوں سے ادا ہونا آیت نے جہاں سیکھا
وہ عرشِ الٰہی ہے دالان خدیجہؑ کا

خدمت میں رسالتؐ کی جبریلؑ سے پہلے ہیں
شرکت میں رسالتؐ کی جبریلؑ سے پہلے ہیں
خلوت میں رسالتؐ کی جبریلؑ سے پہلے ہیں
قرآں نظر آتا ہے عنوان خدیجہؓ کا

یکسوئی حرا کی سب مرہونِ خدیجہؓ ہے
اللہ بھی اِس حد پر ممنونِ خدیجہؓ ہے
جو دیں کی رگوں میں ہے وہ خونِ خدیجہؓ ہے
دل بن کے دھڑکتا ہے احسان خدیجہؓ کا

بنتے ہیں نبیؐ جس سے وہ بات خدیجہؓ ہے
دِن جِس سے نکلتا ہے وہ رات خدیجہؓ ہے
تھاما ہے جو عصمت نے وہ ہاتھ خدیجہؓ ہے
عصمت کا اثاثہ ہے نروان خدیجہؓ ہے

بعثت میں رسالتؐ کی یہ پہلی گواہی تھی
تقویمِ نبوت کی یہ پہلی گواہی تھی
اللہ کی وحدت کی یہ پہلی گواہی تھی
جو بَن گیا کلمہ تھا اعلان خدیجہؑ کا

ترویج میں اُس دیں کی حکمت تھی خدیجہؑ کی
تھا کام رسالتؐ کا محنت تھی خدیجہؑ کی
جنگوں میں جو کام آئی دولت تھی خدیجہؑ کی
یہ فتحِ مبیں کیا ہے اِک دان خدیجہؑ کا

عِصمت کا تعارف ہے پہچان ہے عِصمت کی
ہے جانِ نبیؐ عِصمت یہ جان ہے عِصمت کی
عِصمت ہے رسالتؐ کی یہ کان ہے عِصمت کی
عِصمت ہی میں کھلتا ہے اِمکان خدیجہؑ کا

جب دین ہوا کامل اعلاں ہوا نعمت کا
کاندھے پہ رسالتؐ کے تھا وزن ولایتؑ کا
اور وہ جو اٹھائے تھا سب وزن رسالتؐ کا
میداں میں تھا وہ خُم کے پالان خدیجہؑ کا

مل جائے نویدؔ آخر کچھ خاک جو اِس در کی
وہ خاک جو محشر میں زینت ہو مِرے سَر کی
آجاؤں نگاہوں میں میں شافعِ محشر کی
خدمت میں مجھے لے لے دربان خدیجہؑ کا

خدا کا نام لیتے ہیں

یہ چودہ امر سے اپنے جو کُن کا کام لیتے ہیں
یہی کرتے ہیں سب کچھ اور خدا کا نام لیتے ہیں

علیؑ ہیں بے کا نقطہ بائے بسمہ اللہ سے پہلے
سو بسم اللہ سے پہلے علیؑ کا نام لیتے ہیں

جو ان کے در پہ ٹھوکر مار کر آتے ہیں دنیا کو
جو دنیا کے نہیں رہتے یہ اُن سے کام لیتے ہیں

جو اک جُرعے میں میخانے کا میخانہ پلاتا ہے
یہ تشنہ لب اسی ساقی سے بڑھ کر جام لیتے ہیں

ہم ایسے کتنے ہی شاعر قصیدہ جب بھی کہتے ہیں
در مولا سے ایک اک حرف کا انعام لیتے ہیں

راہوارِ حسینؑ

ملتا نہیں قرار کہیں راہوار کو
وہ ڈھونڈتا ہے آج بھی اپنے سوار کو

اپنے سوار کی طرح تُو بھی غریب ہے
شہہ رگ سے تُو حسینؑ کی اِتنا قریب ہے
محسوس تو بھی کرتا ہے خنجر کی دھار کو

وہ نزع میں بھی ساتھ ہے دمساز کی طرح
اُس کا وجود آج بھی ہے راز کی طرح
سمجھو گے کیا حسینؑ کے اِس راز دار کو

خالی جو تُو ہے آج بھی اے پُشتِ راہوار
ہے منتظر کے آئے گا تجھ پر تِرا سوار
مہدیؑ سے کوئی پوچھے تِرے انتظار کو

کرتا ہوں تیرے حسن سے اندازۂ سوار
اُس کا جلال ہے تری ہیبت سے آشکار
دیکھوں تُجھے تو سوچوں میں تیرے سوار کو

آتا ہے خیمہ گاہ سے مقتل کو ذوالجناح
مقتل سے پھر پلٹتا ہے وہ سُوئے خیمہ گاہ
کیا دے رہا ہے گردشیں لیل و نہار کو

کلغی سے تیری ڈھالا ہے قدرت نے آفتاب
نکلا ہے نال سے تری واللہ ماہتاب
تارہ کیا سموں کے ترے ہر شرار کو

اے ذوالجناح کُن پہ تجھے اختیار ہے
تو مالکِ مشیّتِ پروردگار ہے
پایا تری شبیہ میں ہر اختیار کو

نازل ہوا ہے جب سے زمیں پر ہے سوگوار
غیبت ہو یا حضور ہو ہے ایک حالِ زار
دیکھا ہے اشک بار ہی اِس اشکبار کو

ہے منتظر نگاہ میں لے لے نویدؔ کو
ہے بے اماں پناہ میں لے لے نویدؔ کو
پھیلادے اِس غریب تک اپنے حصار کو

اے روح اللہ

اے ربِ عیسیٰؑ اے روح اللہ اے غیبت کبریٰ کے ہمراز
اے ختمِ دعا آمین کے راز آ دست دُعا ہیں کب سے دراز

اے باطنِ اوّل کے ظاہر پردے سے غیب کے ہو حاضر
اے نورِ حقیقت کے پَرتو آ منتظرِ سجدہ ہے مجاز

مہدیؑ کی صدائے گریہ میں شامل ہے ترے گریے کی صدا
غیبت میں حجتِ آخر کی تنہائی کے تنہا دم ساز

اب دل کو صبر نہیں آتا اب ظلم نہیں دیکھا جاتا
اب کھینچ سِرے کو اپنے طرف کرنے والے رسّی کے دراز

آ حرص و ہوا کے سینے میں پیوست کر اپنی تیغ کا پھل
ہے وقتِ قصاصِ کرب و بلا کر ظلم کے بدلے کا آغاز

بے تاب نگاہیں جلوے کو بے چین جبینیں سجدے کو
اے مقتدیِ مولا مہدیؑ ہے وقتِ اذاں ہے وقتِ نماز

جو لوحِ ازل میں لکھا ہے جب اُس بدلے کا دن آئے
ہم تیرے حواری ہیں آقا ہم کو بھی دے لینا آواز

جو وجہہِ خِلقت آدمؑ ہے وہ عالم قائم ہونا ہے
پردے میں جہانِ نو ہے ترے آئینہ طراز و آئینہ ساز

نذرانہ جاں لایا ہے نویدؔ خدمت میں تری آیا ہے نویدؔ
کچھ اِس پر اپنی حقیقت کھول اے رازِ حسینؑ کے غماز

تمہید نظر آتا ہے

صبحِ عاشور کی تمہید نظر آتا ہے
چہرۂ حرؑ ہے کہ خورشید نظر آتا ہے

شہہؑ نے اِک حرؑ کے لیے کرب و بلا کی تیار
دید کو یوں بھی پسِ دید نظر آتا ہے

سحر نہیں ہوتی

جو حرؑ نہ آتے تو اُس شب سحر نہیں ہوتی
کوئی بھی ہوتی یہ صُورت مگر نہیں ہوتی

بس ایک حرؑ نے دھڑکنا سکھا دیا ورنہ
کسی کو پہلو میں دل کی خبر نہیں ہوتی

جو کربلا کے افق پر نہ آتا خاورِ حرؑ
تو شب ٹھہر گئی ہوتی بسر نہیں ہوتی

نبیؐ حریص'' علیکم ہیں کب سمجھتے ہم
جو حرؑ پہ شہہؑ کے کرم کی نظر نہیں ہوتی

شبِ گناہ کے جاگے کو کیسے نیند آتی
جو حرؑ پہ اک نگہہِ در گزر نہیں ہوتی

برائے حرؑ جو نہ مہلت خدا سے مانگتے شاہ
زمین محورِ اجسام پر نہیں ہوتی

قسم خدا کی اگر ایک حُر نہ رکھتے لاج
بشر کی شکل میں شکلِ بشر نہیں ہوتی

جو زخم سینے کا میرے نہ کھاتا سینۂ حرؑ
کوئی دُعا بھی مری چارہ گر نہیں ہوتی

کہاں پہ رکھتا کہو حرؑ کو عمر بھر کا عمل
جو لمحے بھر کی یہ نیت اگر نہیں ہوتی

نویدؔ حرؑ میں سمٹ کر یہ ساری کرب و بلا
زیادہ حرؑ سے تو اب مختصر نہیں ہوتی

رُخِ نو بہار ہے حرؑ کا

خودی کے زخم سے سینہ فگار ہے حُر کا
خدائے درد کوئی راز دار ہے حُر کا ؟

چراغ چھوڑ رہی ہے اِدھر چراغ کی لو
اُدھر فلک پہ ہے جِھل مِل ستارۂ سحری
شبِ سیہ سے نمودار ہو رہی ہے سحر
خبر سے مل کے گلے رو رہی ہے بے خبری
روانہ جانبِ شہہ راہوار ہے حُر کا

ہوا کے دوش پہ حُر آ رہے ہیں سوئے حسینؑ
اُبھر رہا ہے اُدھر آفتابِ عاشورہ
سحر ہوئی کہ ہُوا حُر کا انتظار تمام
لُٹا رہا ہے جو زر آفتابِ عاشورہ
شفق ہے یہ کہ رُخِ نو بہار ہے حُر کا

حر آ گئے سوئے شہ بن کے صبحِ مہلتِ شب
جو ایک حُر کا خلا تھا ہوا وہ حُر سے ہی پُر
نہیں ہے کرب و بلا جیسے بعدِ کرب و بلا
ہیں حُر سے پہلے بھی حُر اور حُر کے بعد بھی حُر
اَحد کی طرح عدد میں شمار ہے حُر کا

گئے تھے ڈھونڈنے خود کو تہہِ تحیّرِ ذات
جو ابھرے اپنی خبر ساتھ لے کے آئے ہیں
کٹی ہے رات تو سورج تراشنے میں کٹی
اب آئے ہیں تو سحر ساتھ لے کے آئے ہیں
خدا ہی جانے کہ کیا اختیار ہے حُر کا

ہے کون مرکز و محور بہ نامِ فتح و شکست
اے کربلا ترا دارو مدار کس پر ہے
سلام بھیجا ہے زینبؑ نے کس کی آمد پر
یہ کس کے خون سے رومالِ فاطمہؑ تر ہے
خدا گواہ خدا سوگوار ہے حُر کا

میں کون ہوں جو بتاؤں تمہیں کہ کون ہے وہ
سکوتِ خیمۂ شہہ کا دیا ہے کون ہے حرؑ
رکوع ہے کہ ہے سجدہ قیام ہے کہ دوام
کہ جانے حاصلِ کرب و بلا ہے کون ہے حُر
اُسی سے پوچھو جسے انتظار ہے حُر کا

عمل کی گٹھڑی وہیں رکھ دی حُر نے ہاتھوں سے
جس ایک لمحے میں نیّت نے گھر کیا دل میں
جس ایک لمحے نے یکسر بدل دیا حُر کو
جس ایک لمحے شفاعت نے دَر کیا دل میں
جس ایک لمحے پہ دار و مدار ہے حُر کا

میں لڑ رہا ہوں جو حرص و ہوا کے لشکر سے
قسم ہے حُر کی اکیلا مگر نہیں ہوں میں
ہر ایک ضرب پہ حاصل ہے مجھ کو حُر کی مدد
اُدھر بھی چھایا ہوا ہوں جدھر نہیں ہُوں میں
کہ ہوں پناہ میں جس کی حصار ہے حر کا

حوالے حُر کے کر انگشتِ حرف بینِ وجود
کہ جو بنا دے تجھے حرف سے کتاب نویدؔ
عطا کرے جو تجھے نفسِ مطمئن کا سراغ
نگاہِ حُر سے طلب کر وہ اضطراب نویدؔ
نمودِ شعلہ ہے جس میں شرار ہے حُر کا

ماتمی

آؤ بتلاتا ہوں تم کو میں کہ کیا ہے ماتمی
سایۂ زینبؑ میں زہراؑ کی دُعا ہے ماتمی

صرف زہراؑ کو ہے اِس کی قدر و قیمت کی خبر
عقل کے اِدراک سے تو ماورا ہے ماتمی

آسماں پر جب نیا تارا کوئی ظاہر ہوا
بول اٹھے عرش و زمیں پیدا ہوا ہے ماتمی

تیز ہوتی جارہی ہے دم بہ دم ماتم کی لَے
حلقۂ ماتم میں کوئی آرہا ہے ماتمی

کس طرح سے رہ کے زندہ رزق پاتے ہیں شہید
کیسے یہ جانے کوئی کیا پارہا ہے ماتمی

بے بشارت کوئی کیا جانے ہے کیا اجرِ عظیم
کیا خبر بے ماتمی کو ہائے کیا ہے ماتمی

وا حُسینا کہہ کے روئے مشرقین و مغربین
ماتمی سے جب کوئی آ کر ملا ہے ماتمی

اُس کے دامن تک نہ اٹھ کر گردِ دنیا آ سکی
جیسا آیا ویسا دنیا سے گیا ہے ماتمی

نوری و خاکی سمجھ کر جاننا آساں نہیں
جانے کس ترکیب و طینت سے بنا ہے ماتمی

کیا کہوں میں چلتا پھرتا اِک عزاخانہ ہے وہ
کربلا جس میں دِکھے وہ آئینہ ہے ماتمی

دو سِروں کے درمیاں ہے عالمِ ہست و وجود
اک سِرا وحدانیت ہے اک سِرا ہے ماتمی

روشنی سے اپنی ہی روشن ہے جو روشن ضمیر
ہر عزاء کی انجمن کا وہ دیا ہے ماتمی

چھوڑ دے کرسی ذرا اے عرش کر جھک کر سلام
خون میں اپنے ہی ڈوبا آرہا ہے ماتمی

کیا حِصار لفظ میں آئے بیاں اُس کا نویدؔ
میں نے جو لکھا ہے اُس سے بھی سوا ہے ماتمی

یا حسینؑ

اللہ جو کرے وہ عبادت ہے یا حسینؑ
قرآن جو کرے وہ تلاوت ہے یا حسینؑ
بھیجی ہے جو خدا نے شریعت ہے یا حسینؑ
جو اولیاء کی ہے وہ طریقت ہے یا حسینؑ
جو وحد ھو ہے وہ احدیت ہے یا حسینؑ
عصمت ہے یا حسینؑ ولایت ہے یا حسینؑ
حجت ہے یا حسینؑ کہ آیت ہے یا حسینؑ
جس پر ملی نبی کو رسالت ہے یا حسینؑ
اسلام یا حسینؑ ہدایت ہے یا حسینؑ
اتمامِ دیں ہے جس پہ وہ نعمت ہے یا حسینؑ
جو فاطمہؑ کی ہے وہ ریاضت ہے یا حسینؑ
زینبؑ کے دل میں ہے جو وہ حسرت ہے یا حسینؑ
فوجِ خدا کی ہے جو وہ رایت ہے یا حسینؑ
غازی کے بازوؤں میں جو قوت ہے یا حسینؑ

فقرِ علی ہے گریۂ عصمت ہے یا حسینؑ
یعنی امامِ عصر کی نیت ہے یا حسینؑ
نصرت ہے یا حسینؑ نیابت ہے یاحسینؑ
آدمؑ کو جو ملی ہے وہ خلعت ہے یا حسینؑ
جو نوحؑ کو ملی ہے وہ حالت ہے یا حسینؑ
داؤدؑ کو ملی ہے جو سورت ہے یا حسینؑ
یوسفؑ کو جو ملی ہے جو نسبت ہے یا حسینؑ
جو ہے ملی خلیل کو دولت ہے یا حسینؑ
موسیٰ کو جو ملی ہے وہ ہیبت ہے یا حسینؑ
عیسیٰ کو جو ملی ہے وہ غربت ہے یا حسینؑ
ساکن ہے جس پہ عرش سکونت ہے یا حسینؑ
افلاک میں ہے جس سے کہ حرکت ہے یاحسینؑ
قائم ہے جس پہ کن وہ حرارت ہے یا حسینؑ

یومِ الست یومِ قیامت ہے یا حسینؑ
حق کی رضا ہے اجرِ رسالتؐ ہے یا حسینؑ
اِس زندگی کی ایک ہی اُجرت ہے یا حسینؑ
اِس کائنات کُن کی ضرورت ہے یا حسینؑ
یعنی نویدؔ میری ریاضت ہے یا حسینؑ

نوحہ

اے خدا کیا راز تھا کیوں بُت بَنا دیکھا کیا
کس لیے زینبؑ کو ہوتے بے ردا دیکھا کیا

بازوئے زینبؑ رَسن میں پُشت پر جکڑے ہوئے
میرے منہ میں خاک ہائے تو یہ کیا دیکھا کیا

اس میں کیا حِکمت تھی تیری بول اے ربّ رحیم
تیر کی زد پر جو ننھا سا گلا دیکھا کیا

ماورائے عقل ہے جو مصلحت کیا تھی تری
سینۂ اکبرؑ میں کیوں نیزہ گڑا دیکھا کیا

لاشۂ شبیرؑ روندا جارہا تھا جس گھڑی
اُس گھڑی زینبؑ کو تو دیتے صدا دیکھا کیا

خاک پر پیاسا تڑپتا تھا وہ نفسِ مطمئن
اور تُو بیٹھا تماشائے رضا دیکھا کیا

دو خدا ہوتے تو میں یہ مان لیتا بے دھڑک
اک خداکو زیرِ خنجر اک خدا دیکھا کیا

میں یہ کیسے مان لوں رہتا ہے جس شہہ رگ میں تُو
تُو اسی شہہ رگ سے خوں بہتا ہوا دیکھا کیا

کیا ستم ہے یہ بہا جس پر مسیحا کا لہو
ہائے تُو اُس خاک میں رنگِ شفا دیکھا کیا

جس فنا نے نذرِ آتش کردیا زہراؑ کا گھر
اُس فنا میں ہائے تُو اپنی بقا دیکھا کیا

رکھ کے جس دامن میں سرِ شبیرؑ کو آتا تھا چین
ہائے اُس دامن کو تُو جلتا ہوا دیکھا کیا

دیکھ کر شامِ غریباں کا اندھیرا اے خدا
کچھ نہ دیکھا بس میں تیرا دیکھنا دیکھا کیا

ضعفِ گریہ نے مری بینائی لے لی اے نویدؔ!
اور اک تیرا خدا جو کربلا دیکھا کیا

جوابِ نوحہ

مرا نوحہ بھی سُن اپنا تو نوحہ کر لیا تو نے
تجھے معلوم کیا غفلت کے مارے کیا کیا تو نے

بتا شبیرؑ میں اور مجھ میں تو نے کیا دوئی دیکھی
تری غفلت جو رکھا درمیاں یہ فاصلہ تو نے

جو ''میں'' میں ''تو'' کو کر دو جمع ہوگا اُس کا حاصل ''میں''
وہ ہے ''میں'' اور میں ہوں وہ ابھی سمجھا ہے کیا تو نے

میں ہوں کعبہ تو وہ قبلہ، عبادت میں تو وہ سجدہ
اُسے مجھ سے مجھے اُس سے کیا کیسے جدا تو نے

وہ میں ہی تھا صدا دیتا تھا جو حلقِ بُریدہ سے
تہہِ خنجر تھا میرا استغاثہ جو سُنا تو نے

یہ کیا لبیک کہہ کر ہاتھ خود ہی رکھ لیا سَر پر
بتا کب اپنے سَر کو ہاتھ پر اپنے رکھا تو نے

نہ رکھا قاتل و مقتول میں کچھ فرق تو نے کیوں
مَرا حِرص و ہوا پر بھی مِرا غم بھی کیا تو نے

تُو خود کو کیسے ڈھونڈے گا تُو مجھ کو کیسے پائے گا
کہ نفس اندر تو خواہش کا اندھیرا بھر لیا تو نے

تجھے دینے کو غم میں نے رکھا تھا سر تہہِ خنجر
مرے غم کی بھی نعمت میں نہ ڈھونڈا تزکیۂ تو نے

تری حالت پہ وقتِ عصر میں کیا کیا نہ خوں اُگلا
مری غربت پہ رو رو کر لیا کیسا مزا تو نے

کب اِن تیروں کا غم ہے درد اُن زخموں کا ہے مجھ کو
نہ کرکے آپ کی اصلاح جو زخمی کیا تو نے

نہ رِلّی نہ مُصَلاّ

ہم خاک نشینوں کو ہے درکار نہ رِلّی نہ مُصَلاّ
واللہ نہ عمّامہ نہ دستار نہ رِلّی نہ مُصَلاّ

تُو فقر طریقت میں شریعت میں کہاں ڈھونڈ رہا ہے
ہے فقر کے اَسرار کا اظہار نہ رِلّی نہ مُصَلاّ

یہ اور زمانہ ہے نہیں اِس میں کسی کی بھی ضرورت
نَے پیر نہ مُلاّ مِرے سرکار نہ رِلّی نہ مُصَلاّ

رِلّی نے مُصَلّے نے بہت خلق کو گمراہ کیا ہے
اب خلق ہے اِن دونوں سے بیزار نہ رِلّی نہ مُصَلاّ

اب بندۂ آزاد کو منظور مُریدی ہے نہ تقلید
اِس وقت ہر اک لب پہ ہے انکار نہ رِلّی نہ مُصَلاّ

ہر نقشِ کہن خود ہی مٹا دے گا زمانے کا تغیّر
کچھ بھی نہ بچے گا مِرے سردار نہ رِلّی نہ مُصَلاّ

اپنے ہی پجاری تھے سو کرتے رہے خود نفس کی پُوجا
باطل سے ہوئے برسرِ پیکار نہ رِلّی نہ مُصَلاّ

نشّے میں عبادت کے ہیں دُھت سجدے میں مدہوش پڑے ہیں
خود پر سے گزرنے کو ہیں تیار نہ رِلّی نہ مُصَلاّ

مقتل سے یہ اک حلقِ بریدہ کی صدا آتی ہے اب بھی
واللہ عبادت کا ہیں معیار نہ رِلّی نہ مُصَلاّ

یہ مصلحت آمیز ہیں کہتے نہیں باطل کو یہ باطل
یعنی ہیں نویدؔ حق کے طرفدار نہ رِلّی نہ مُصَلاّ

سائیں

تیرا قیام مکر ہے سجدہ بھی مکر ہے
ہونا بھی تیرا مکر نہ ہونا بھی مکر ہے

تو صرف مکر کا ہے پلندہ خدا قسم
ہاں دیں بھی تیرا مکر ہے دُنیا بھی مکر ہے

نامِ حسینؑ سُن کے کسی دل شکستہ سے
دل تھام کر وہ تیرا تڑپنا بھی مکر ہے

تنہائی تیری کہتی ہے کیا تجھ سے سُن بہ غور
دربارِ فقر تیرا لگانا بھی مکر ہے

تیرا ہر ایک فعل وعمل جانتا ہوں میں
ظالم سے یہ دِکھاوے کا جھگڑا بھی مکر ہے

میں جانتا ہوں تیرا تولاّ نہ مجھ سے چُھپ
میں جانتا ہوں تیرا تبرّا بھی مکر ہے

لیلۃ القدر

فاطمہ کون ہے یہ کبھی سوچنا لیلۃ القدر میں
رکھ دیا ہے خدا نے سرے کا سِرا لیلۃ القدر میں

طاق راتوں میں رکھی ہوئی لیل القدر کیسے ملے
جس کو ملتا نہیں فاطمہؑ کا پتا لیلۃ القدر میں

''ھُوٗ'' کی صورت میں کیا تھا جو نازل ہُوا کس کو ادراک ہے
میں تو کہتا رہا فاطمہؑ فاطمہؑ لیلۃ القدر میں

طاق ہو جفت ہو اُس کی ہر ایک شب لیلۃ القدر ہے
لیلۃ القدر کا راز جس پر کُھلا لیلۃ القدر میں

ہے قسم ھُو کی تجھ پر ھویّت کے اسرار کُھل جائیں گے
تجھ پہ کُھل جائے گا رازِ خلقت ہے کیا لیلۃ القدر میں

ورد کر فاطمہؑ فاطمہؑ فاطمہؑ فاطمہؑ
کر یہ تسبیح و تحلیل کا حق ادا لیلتہ القدر میں

ہائے چشمِ علیؑ سے خدا رات بھر خون روتا رہا
یاد کرتا رہا غربتِ فاطمہؑ لیلتہ القدر میں

مجھ پہ تو بس یہی ہے کھُلا رات یہ صرف گریے کی ہے
کچھ نہ مانگو مگر فاطمہؑ کی رضا لیلتہ القدر میں

واہ اور آہ والوں سے کوئی تو پوچھے یہ جا کر نویدؔ
یہ قصیدہ کہا ہے کہ نوحہ کہا ہے لیلتہ القدر میں

یا حسینؑ

جدھر حسینؑ ہیں کرب وبلا اُدھر سے دیکھ
اِدھر سے دیکھتا کیا ہے خدا اُدھر سے دیکھ

حسینؑ تجھ کو ہیں درکار یا حسینؑ کو تو
کہ اشتغاثۂ شبیرؑ جا اُدھر سے دیکھ

حسینؑ ہیں تری امداد کو تہہ خنجر
کُھلیں گے معنیِ ھَل مِن ہیں کیا اُدھر سے دیکھ

اِدھر سے جانے گا کیا زندگی ومَوت کو تو
ہے جاننا تو فنا و بقا اُدھر سے دیکھ

خود اپنی ذات کے زنگار سے گزر غافل
نہ دیکھ اِدھر سے ٹھہر، آئنہ اُدھر سے دیکھ

اِدھر تو آنکھ پہ حرص و ہَوا کا پردہ ہے
یہ پردہ آنکھ سے اپنی اُٹھا، اُدھر سے دیکھ

خود اپنی عقل سے تو طے نہ کر قیامِ حسینؑ
ہے اصلِ مقصدِ شبیرؑ کیا، اُدھر سے دیکھ

یہ کربلا ہے کہ یہ سے کُن کا فاصلا ہے
نہ دیکھ اِدھر سے کہ یہ فاصلا اُدھر سے دیکھ

اِدھر اُدھر میں پڑے گا تو جاں سے جائے گا
کہ درد دیکھ اِدھر سے دوا اُدھر سے دیکھ

اِدھر اُدھر کی ہی یکجائی سے ہے یہ کلمہ
اِدھر سے دیکھ الا اللہ” ”لا“ اُدھر سے دیکھ

O

حسینؑ سے جو گیا سمجھو وہ خُدا سے گیا
گیا جو درد سے وہ با خُدا دوا سے گیا

وہ جس نے یہ نہیں سوچا کہ کربلا کیا ہے
وہ عقل و دل سے گیا سمجھو لا الہٰ سے گیا

وہ جس کا دل نہیں دھڑکا حسینؑ کی خاطر
تو اُس کی عقل گئی "کیوں" سے قلب "کیا" سے گیا

سنے گا "کُن" کی خموشی کو کس طرح یا رَب
جو اشتغاثۂ شبیرؑ کی صدا سے گیا

وہ جس کو مَوت نہیں آئی مَوت سے پہلے
وہ مر گیا یہ سمجھ لو کہ وہ بقا سے گیا

خبر یہ ہو گئی سب کو گیا وہ جنّت میں
کسے خبر ہے کہ وہ ہو کے کربلا سے گیا

جو درد منتظرِ چشم شاہ تھا بہ خدا
نہ وہ دوا سے گیا اور نہ وہ دُعا سے گیا

عباسؑ کون ہے

اجلالِ ذوالجلال یہ عباسؑ کون ہے
ممکن ہے یا محال یہ عباسؑ کون ہے

ہیں کون عقل و عشق کہ جو دے سکیں جواب
میرا ہے اِک سوال یہ عباسؑ کون ہے

تجھ سے بھی میں پہنچ نہ سکا اسکی اصل تک
اے مثل اے مثال یہ عباسؑ کون ہے

آتا نہیں خیال میرے ذہن میں کوئی
آتا ہے جب خیال یہ عباسؑ کون ہے

ہے کون فرد کون رجعل کون مرد ہے
تلوار ہے نہ ڈھال یہ عباسؑ کون ہے

پوشیدہ ہر جواب تھا جس اِک سوال میں
وہ تھا بس اِک سوال یہ عباسؑ کون ہے

جس کا لہو وہ ناطق و ثامت ہے اے نویدؔ
نے قیل ہے نہ قال یہ عباسؑ کون ہے

O

جو کُن سے بھی پہلے ہیں تقرّر پہ مقرّر
اک ثانیِ زہراؑ ہیں تو اک ثانیِ حیدرؑ

ہر دو جہاں کہتے ہیں اِنہیں زینبؑ و عباسؑ
میں کہتا ہوں شبیرؑ کی پرواز کے شہپر
اک ثانیِ زہراؑ ہیں تو اک ثانیِ حیدرؑ

ماں ایک کی بنتِ ہیں پدر ایک کے ابنِ
اک مہر برابر ہیں تو اک ماہ برابر
اک ثانیِ زہراؑ ہیں تو اک ثانیِ حیدرؑ

اوّل بھی یہی با خدا آخر بھی یہی ہیں
اِن میں کوئی اکبر ہے نہ اِن میں کوئی اصغر
اک ثانیِ زہراؑ ہیں تو اک ثانیِ حیدرؑ

عصمت کہ ولایت کہ امامت کہ نبوت
مت پوچھ کہ یہ کون ہیں، کون اِن کا ہے محور
اک ثانیِ زہراؑ ہیں تو اک ثانیِ حیدرؑ

ان دونوں کے ملنے سے سلونی ہے سلونی
اک خطبہ ہیں مولا کا تو اک مولا کا منبر
اک ثانیِ زہراؑ ہیں تو اک ثانیِ حیدرؑ

یہ دو نہیں، ہیں ایک، نساء ہیں نہ رجُل ہیں
یعنی ہیں احد ایسے کہ ہیں دونو برابر
اک ثانیِ زہراؑ ہیں تو اک ثانیِ حیدرؑ

ممکن جو خدا کا ہیں جو واجب ہیں خدا کا
جن سے کہ مِلا ہے نویدؔ اللہ سے مِل کر
اک ثانیِ زہراؑ ہیں تو اک ثانیِ حیدرؑ

حسینؑ کافی ہے

حسینؑ ہے مِرا سودا حسینؑ کافی ہے
کہ میری پیاس کو دریا حسینؑ کافی ہے

حسینؑ ہی مِری دنیا حسینؑ ہی مِرا دیں
حسینؑ ہی مِری عقبیٰ حسینؑ کافی ہے

کوئی نہیں ہے تمنّا کوئی نہیں حسرت
کوئی نہیں ہے تقاضا حسینؑ کافی ہے

میں کیا بتاؤں خدا مجھ سے خوش ہُوا کتنا
پُکارا جب مِرا سجدہ حسینؑ کافی ہے

ہے جس کا ہاتھ ہمیشہ سے میرے شانے پر
جو پشت پر ہے وہ تنہا حسینؑ کافی ہے

خدا نے فقر سے پُوچھا کہ چاہیئے کُچھ اور
تو منہ سے فقر کے نکلا حسینؑ کافی ہے

جو میں نے پوچھا خدا سے کہ دیں بچائے گا کون
جواب میں وہ پکارا حسینؑ کافی ہے

مَیں مانتا ہُوں سہارے بہت ہیں دنیا میں
مجھے تو بس مِرا مولا حسینؑ کافی ہے

یاحسینؑ

سینہ کوبی ابتدائے یا حسینؑ
عالمِ ''ھُوؔ'' انتہائے یا حسینؑ

عالمِ ھُو میں پہنچتا ہے وہی
جس کو مِلتی ہے رضائے یا حسینؑ

اپنی کوشش کا نہیں ہے اِس میں دخل
ھُو کا عالم ہے عطائے یاحسینؑ

پائے گا وہ عالمِ ''ھُوؔ'' کی بقا
خود کو جو کرلے فنائے یاحسینؑ

پوچھتا کیا ہے کہ ''ھُوؔ'' کیا ہے نویدؔ
عالمِ ''ھُوؔ'' کربلائے یاحسینؑ